تذکرۂ مجاہدین شہر مشہد ملک ایران

حالاتِ قدیم کلیر شریف



تذکرہ مجاہدین شہر مشہد ملک ایران



مصنفہ

بانی مدرسہ گلزار فرید صابری غوث شاہ صابری

Price :- Rs 13.00

آستانہ مبارک حضرت امام سید ابو محمد صالح کلیر شریف



بعون صناعِ مکین و مکاں فضل خدائے زمین و آسمان

تذکرہ مجاہدین شہر مشہد ملک ایران

قدیم حالات گلبرگہ شریف

مصنفہ

بانی مدرسہ گلزارِ فریدیہ صابریہ عنبر شاہ صابری

منصور ۷۷ ۶

التماس



بندہ عاصی فقیر چالیس ۴۰ سال سے اپنے سینے میں یہ ارمان لئے ہوئے تھا کہ امام پاک کے صحیح حالات لکھوں اور عرصہ سے حضور پر نور خواجہ امام پاک ابو محمد صالح رضی اللہ عنہ کے آستانہ مبارک پہ حاضری دیتے ہوئے آخرش حضور میں دعا مقبول ہوئی مجھے حضور کی اجازت ملی ہے پھر تو غیب سے انتظام ہوا۔ بے شک کامیابی خدا کے ہاتھ ہے۔ گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف۔

مہتمم مدرسہ عربیہ گلزار فریدیہ صابری کلیر شریف خاک پائے حضور غریب نواز فقیر غریب شاہ صابری رحیمی چشتی نے بحکم خواجۂ عالم پناہ امام پاک کے تحریر میں لایا ہے۔

۶ر رجب المرجب ۱۳۹۷ھ
مطابق ۲۴ر جون ۱۹۷۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الحنان المنان ذالفضل والامتنان والصلوٰۃ والسلام
علیٰ رسولہ محمد وآلہ الطاہرین واصحابہ المکرمین اجمعین

حضورِ حق

خداوندا، کریما، کارسازا — رؤفا، رازقا، بندہ نوازا
معینا، مؤنسا، پروردگارا — قدیما، قادرا، آمرزگارا
مجیبا، باسطا، رب، قدیرا — حفیظا، خالقا، محیی، خبیرا
ولیا، والیا، علیؔ، کبیرا — حکیما، عادلا، سمیعؔ، بصیرا
قیوما، واسعا، عفوؔ، غفورا — غنیا، معطیا، لطفؔ، شکورا
علی حیدر نور مصطفیٰ را — سراپا نور نورِ کردگارا
شہید کاملانِ غازیاں را — عجب شانِ شہید کربلا را
ابوصالح محمد حق کا پیارا — یہ ہے محبوب محبوب خدارا
یہ گلزار فرید فرد عالم — سلامت دائما آمرزگارا
یہ مکتب صابریہ یا الٰہی — بکن قائم صدا پروردگارا
الٰہی تابود خورشید و ماہی — بکن روشن چراغ چشتیاں را
غریب بینوا درد زباں ساز — ابوصالح محمد حق کا پیارا
شفیع آوردہ ام خیر الورا را — بدرگاہت محمد مصطفیٰ را

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولا تقولو لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولاکن لا تشعرون

ترجمہ۔ جو اللہ کی راہ میں شہید ہوئے انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تم سمجھ نہیں سکتے

فی الحدیث

انا اللہ اکرم الشہداء بخمس کرامات لم یکرم بھا احد اً ولا انا

تحقیق بزرگ کیا شہیدوں کو پانچ کرامتوں سے کہ نہیں بزرگ کیا ان سے کسی کو۔

انا ارواح جمیع الانبیاء یقبضھا ملک الموت وارواح الشہداء یقبضھا اللہ تعالےٰ ۔ دوسرے یہ کہ تحقیق سب نبیوں کی روحیں تو ملک الموت قبض کرتا ہے اور شہیدوں کی روحیں اللہ تعالےٰ قبض کرتا ہے

انا الانبیاء یشفعون یوم القیامت وانا کذلک والشہداء یشفعون کل یوم القیامت ۔ تحقیق شفاعت کریں گے انبیاء قیامت کے دن اور ہم بھی اور شہداء ہر روز شفاعت کریں گے اور قیامت کے دن بھی

شہیدوں کی یہ عزت اللہ اللہ
شہیدوں کی یہ عظمت اللہ اللہ

شہیدوں کا وہ بے پایاں پایا
کہ نبیوں کو بھی جس پہ رشک آیا

اللہ تعالےٰ کے نزدیک شہادت سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہے۔ اسی لئے پہلے یہ نعمت خاندان رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں آئی اول حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت خواجہ امیر حمزہ

نے رتبہ شہادت حاصل کیا۔ پھر اصحاب کبار رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین رتبہ شہادت سے سرفراز ہوئے۔ پھر خواجۂ عالم پناہ حضرت امام عالی مقام حسنین علیہم السلام عشق شہادت کی شراب سقٰھم ربّھم کے کیف سے سرشار ہوئے پھر ان معصوم عاشقان محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا کی راہ میں اپنی پیاری جانیں دیکر لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون کی بہاریں لوٹیں۔ جمیع غزواۃ کے ساتھ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ہندوستان میں غزوہ کرنے والوں اور شہداؤں کو افضل فرمایا ہے۔

حدیث

عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصابتان من امتی حرزھما اللہ من النار عصابۃ تغزو الھند۔ عصابۃ تکون مع عیسیٰ ابن مریم علیھما السلام

نسائی میں بروایت کہا حضرت ثوبان رضؓ نے کہ فرمایا حضور رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میری اُمت کے دو گروہوں کو حق تعالےٰ نے عذاب نار سے آزاد کردیا ہے۔ ایک وہ گروہ ہے جو ہندوستان میں غزوہ کرے گا۔ اور ایک وہ گروہ ہے جو عیسیٰ بن مریم علیہم السلام کے ساتھ رہے گا۔ دوسری جگہ نسائی میں بروایت حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے مروی ہے کہ فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ہندوستان میں غزوہ کرنے والے افضل شہدا ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت ابو ہریرہ رضؓ کو ہند کے غزوات میں اپنی جان ومال نثار کردینے کی آرزو تھی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی کہ مجاہدین اعظم شہداے ہند سے ایک بانئی اسلام شہر گلبرگہ سند الاصفیا اکرم الاولیا سیّد ابن سیّد حضرت امام ابو صالح محمد (شہید) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی کے شایانِ شان ہے۔

تذکرہ مجاہدین شہر مشہد ملک ایران عرب

حالات سندالاصفیاء شہدائے پیران کلیر شریف

سندالاصفیا الکرم الاولیاء شہر بیشۂ شجاعت بر بادے صداقت سرچشمۂ رشد و ہدایت مرشد شریعت و طریقت ہادیٔ حقیقت و معرفت مجاہد اعظم خالصاً نور اسلام جہاد فی سبیل اللہ امام الشہداء شہدائے ہند محی الملت والدین آلِ طٰہٰ و یٰسین بانیٔ اسلام شہر کلیر سیّد ابن سید حضرت امام ابوصالح محمد صدر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نانا سید امام الدین خواجۂ عالم پناہ شہید بمعہ دیگر شہدائےؓ کے جو شریک جہاد ہو کر باعث اشاعتِ اسلام دین ہوئے۔



نسب نامہ

حضرت امام عالی مقام خواجہ عالم پناہ سالار قافلہ سیدالشہدا جناب امام ابو محمد صالح بن سید عالی جناب حضرت شہاب الدین صاحب رضؓ بن سید عالی وقار خواجہ تاج الدین عبد الرزاق صاحب رضؓ بن سید نا خواجہ عالم پناہ حضور روشن ضمیر افضل ترین کرامات قطب ربانی محبوب سبحانی شہباز بلند پرواز اوج حقیقت شہسوار مضمار شریعت و معرفت دریکتائے دریائے ولایت لالہ سیراب بوستان فردیت مرشدنا و ہادینا و سیدنا و مولانا شیخ شیخ العالم سید محی الدین عبد القادر گیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

اس طرح آپ حسنی اور حسینی ہیں رضی اللہ عنہم

شجرۂ طریقت سلسلہ

چشتیہ عالیہ طیبہ اما صیہ

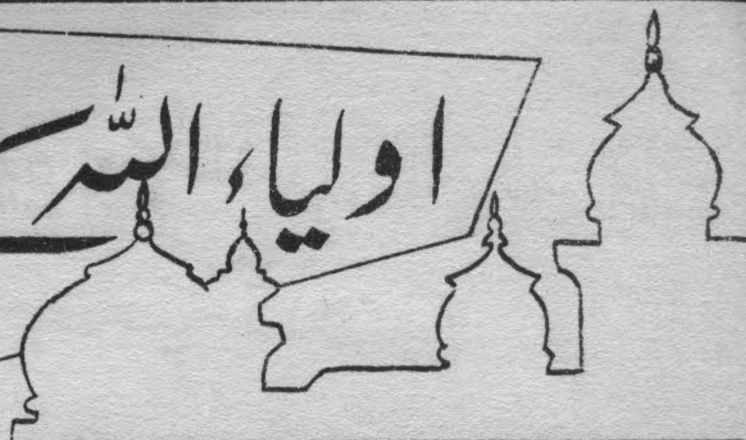
(۱) حضرت امام سید ابو محمد صالحؒ کلبر شریف (۲) حضرت سید شاہ خواجہ معین الدین سنجری حسن نور خدا رضؓ اجمیر شریف (۳) حضرت خواجہ قطب الاولیاء عثمان ہارونی رضؓ (۴) حضرت خواجہ حاجی شریف زندانی رضؓ (۵) حضرت خواجہ مودود قطب الدین رضؓ چشت (۶) حضرت خواجہ یوسف ناصر الدین رضؓ (۷) خواجہ بو محمد مصدر عشق خدا رضؓ (۸) خواجہ بو احمد صاحب دینوری رحؒ (۹) خواجہ بو اسحاق شامی رضؓ (۱۰) خواجہ ممشاد علو شانِ خدا رضؓ (۱۱) حضرت شاہ امین الدین ہبیرہ بصری رضؓ (۱۲) حضرت خواجہ سعید الدین رضؓ (۱۳) خواجہ ابراہیم ادہم بلخی بادشاہ رضؓ (۱۴) حضرت خواجہ شاہ فضیل ابن العیاض رضؓ (۱۵) حضرت خواجہ عارف عبدالواحد رضؓ (۱۶) حضرت امام الاولیاء حضرت خواجہ حسن بصری رضؓ (۱۷) حضور سیدنا خواجہ عالم پناہ امیر المومنین اسد اللہ الغالب مظہر خاص پروردگار نورِ حدیقہ خاندانِ مصطفوی حضرت علی کرم اللہ وجہہ (۱۸) سرکار دو عالم محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلیہ واصحابہٖ وذریاتہ واہل بیتہ اجمعین

شجرۂ طریقت سلسلہ عالیہ طیبہ مجددیہ امامیہ قادریہ

جناب حضرت خواجہ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد نقش بندی سرہندی رح حضرت خواجہ شیخ عبدالاحد صاحب رح۔ حضرت خواجہ شیخ رکن الدین صاحب رح حضرت خواجہ امیر سید ابراہیم ایرجی قادری رح حضرت سید شاہ احمد جیلی قادری رح حضرت سید شاہ موسیٰ قادری رح سیّد شاہ عبدالقادر رح حضرت خواجہ سید شاہ محمد حسن رح حضرت خواجہ سید شاہ ابو نصر رح حضرت خواجہ عالم پناہ سالار قافلہ سید الشہدا حضرت امام ابو محمد صالح صاحب کلیر شریف رض حضور غریب نواز سیّد شاہ عبدالرزاق تاج الدین صاحب رض حضور خواجہ عالم پناہ غوث الورا غوث الاعظم پیران پیر دست گیر خواجہ محی الدین عبدالقادر جیلانی رض حضرت خواجہ سید ابو صالح رض حضرت خواجہ سید عبداللہ جیلی رض حضرت خواجہ سید یحییٰ زاہد رض حضرت خواجہ سید محمد رض حضرت خواجہ سید داؤد رض۔ خواجہ سید موسیٰ الثانی رض حضرت خواجہ سید عبداللہ رض حضرت خواجہ سید موسیٰ الجون رض حضرت خواجہ سید عبداللہ المحض رض حضرت خواجہ سید حسن مثنیٰ رض حضرت امام عالی مقام سید الشہدا شہید کربلا امام حسین علیہ السلام حضرت امام عالی مقام سیدنا حسن ع حضور غریب نواز امیر المومنین خواجہ عالم پناہ مولا علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ رحمۃ اللعلمین۔

محمد الرسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

اولیاء اللہ کے درجات



اولیاء اللہ کے درجے بے انتہا ہیں۔ جن سے بعض کسب سے حاصل ہوتے ہیں۔ جیسے ایمان و پرہیزگاری وغیرہ اور بعض فضل الٰہی سے جیسے عرفان، قرب خاص، مقبولیت اور فنا۔ حدیث پاک میں ارشاد ہوا ہے کہ میرے صحابی کا ایک مد جو خیرات کرنا دوسرے کے پہاڑ بھر سونا خیرات کرنے سے افضل ہے (مشکوٰۃ شریف باب فضائل صحابہ)

اہل معرفت سمجھتے ہیں کہ اعمال کا نور و قبول بقدر معرفت ہوتا ہے۔ ان کی دو رکعت میں تیری صد ہزار۔ بلکہ یہ لاکھ رکعتیں ان کی دو رکعت سے برابر نہیں ہو سکتی۔ صحیح حدیث مشہور میں تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ کبھی میرے اصحاب کے بارے میں زبان درازی نہ کریں کہ اگر تم اس جوف آسمان و زمین بھر کے سونا خیرات کرو تو بھی ان کے آدھ سیر جو کے برابر نہیں پہنچے گا۔ سبحان اللہ جب یہ کیفیت مالی صدقات میں ہو تو معرفتی طاعات بھلا کس کی مجال ہے کہ ان کی دو رکعت کے برابر بھی لاکھوں برس کی عمر کی شب و روز عبادات کو لا دے۔ بات دراصل یہی ہے۔ کہ مقبولیت خاص فضل رب ہے۔ کوئی غوث، قطب، صحابی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتے ہیں۔

ولایت کی تین صورتیں ہیں فطری وہبی۔ کسبی۔ جو لوگ مادرزاد ولی ہوں وہ ولایت فطری پر ہیں۔ جیسے حضور غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی، حضور خواجہ مخدوم پاک علاؤالدین علی احمد صابری رضی۔ حضور خواجہ غریب نواز ہندالولی عطائے رسول ﷺ۔ حضرت سیدنا سالار مسعود العالم بہرائچی رض۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد نقشبندی سرہندی حضرت خواجہ نورالدین ولی کامل کشمیری رح، حضرت سید شاہ محمد اسرارالدین بغدادی رح حضرت سید خواجہ امام الدین ابو صالح محمد سالار قافلہ شہدائے کلیر شریف رح حضرت سید بابا کلک علی رض فاتح قلع کلیر، حضرت سید شہید پیر غائب علی صاحب، رح حضرت خواجہ علیم اللہ ابدال صاحب کلیر شریف، حضرت بابا شہید حرم پوش کلیر شریف، حضرت شاہ جی پیر رح سبک رفتار کلیر شریف. حضرت خواجہ امین اللہ ابدال صاحب رح کلیر شریف، حضرت سید محمد شریف عرف منو شاہ شہید رح کلیر شریف، حضرت بابا طالب علی عرف چنگاری شاہ رح کلیر شریف، حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری رحم دین صاحب رح چشتی صابری مقام حسن ابدال پاکستان رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین وغیرہم۔ چنانچہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے کبھی صغیر سنی میں رمضان المبارک کے دن میں والدہ محترمہ کا دودھ نہ پیا۔ آپ کا دودھ پینا یا نہ پینا چاند ہونے یا نہ ہونے کی علامت ہوتی تھی۔ حضرت شیخ العالم اور حضرت اسرار پاک نے مکتب اطفال میں جاکر ظاہری اُستاد سے قرآن شریف پڑھنے کے بجائے نہ صرف سورۃ الحمد سے سورۃ والناس تک ایک دم زبانی دورہ کیا۔ بلکہ اپنے استاد کو قرآن پاک کے اسرار و معارف سے باخبر کیا

حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ السّلام نے پیدا ہی اپنی والدہ محترمہ کی عصمت اور اپنی نبوت کی گواہی دی۔ تو معلوم ہوا کہ آپ مادرزاد ولی ہیں کیونکہ ہر نبی ولی ضرور ہوتے ہیں۔ یہ ولایت فطری ہوئی۔

ولایت وہبی وہ کہ حضور غوث پاک رض نے چوروں کو قطب بنا دیا۔ یہ ولایت وہبی ہے

جو جادوگر حضرت سیدنا موسیٰ عم کے مقابلہ کے لیے آئے وہ مبیا ان مقابلہ میں آتے وقت کفر فسق و فجور میں مبتلا تھے۔ مگر موسیٰ علیہ السلام کی نگاہ فیض کرم سے وہ آن کی آن میں مؤمن صحابی صابر شہید ہو گئے۔ کیمیا تانبہ کو سونا بنا دیتی ہے۔ مگر جناب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظر کرم نے ان خاکساروں کو کیمیا بنا دیا یہ ولایت وہبی ہوئی۔ بلکہ حضرت ہارون علیہ السلام کی نبوت بھی وہبی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ملی۔

کسبی۔ وہ جو اپنی محنت اور عبادت وغیرہ سے حاصل ہو مگر ولایت کسبی سے ولایت وہبی یا فطری اعلیٰ ہے۔ جیسے چراغ اور گیس سے چاند سورج افضل ہیں کہ ان میں بندے کے فعل کو دخل نہیں اور چراغ وغیرہ میں بندے کسب کو دخل ہے۔ مشکوٰۃ شریف باب ذکر الیمن والشام میں ہے کہ حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا شام میں ہمیشہ چالیس ابدال رہیں گے۔ جن کی برکت سے زمین والوں پر بارش ہو گی۔

مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ فرمایا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میری اُمّت میں ہمیشہ تین سو اولیاء حضرت آدم عم کے نقش قدم پر چلیں گے اور چالیس حضرت موسیٰ عم کے اور سات حضرت ابراہیم ع کے نقش قدم پر چلیں گے اور پانچ وہ رہیں گے جن کا قلب حضرت جبرئیل ع کی طرح ہو گا اور تین حضرت میکائیل ع کے قلب پر اور ایک حضرت اسرافیل کے قلب پر رہے گا۔ جب ان میں سے کسی ایک کا انتقال ہو گا تو اُن تین میں سے کوئی اس کی جگہ قائم ہو گا۔ اور تین کی کمی ان پانچ میں سے اور پانچ کی کمی سات میں سے اور سات کی کمی چالیس میں سے اور چالیس کی کمی تین سو سے پوری کی جائے گی اور تین سو کی کمی عام مسلمانوں سے پوری کر دی جاتی ہے۔ فضل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ابو عثمان مغربی فرماتے ہیں کہ ابدال چالیس ہیں اور اوتاد سات، خلفاء تین قطب عالم ایک، اُس ایک قطب عالم کو سوائے ان تین خلفاء کے کوئی نہیں پہچانتا۔ حضرت شیخ

محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ قطب سے مرکز عالم قائم ہے۔ اس کے دو وزیر ہوتے ہیں، داہنا اور بایاں۔ داہنا وزیر عالم ارواح کی اور بایاں عالم اجسام کی حفاظت کرتا ہے ان کے ماتحت چار اوتار ہیں جو مشرق و مغرب جنوب و شمال کے محافظ ہیں اور سات ابدال اقالیم سبع (سات ولایتوں کے محافظ)

روح البیان سورہ مائدہ پارہ ۶ آیت و بعثنا منہم اثنیٰ عشر نقیبًا۔ اس جگہ صاحب روح البیان نے فرمایا کہ قطب کی وفات کے بعد اس کا بایاں وزیر اس کے قائم مقام ہو جاتا ہے اور داہنا بایاں بن جاتا ہے اور نیچے سے کسی کو ترقی دے کر داہنا وزیر بنا دیا جاتا ہے اس سلسلے میں داہنا بائیں سے افضل ہے۔

اسی صوفیانہ نکتہ کی طرف اس آیت میں ارشاد ہے۔ فاصحٰب المیمنۃ ما اصحٰب المیمنۃ و اصحاب المشئمۃ ما اصحٰب المشئمۃ۔

صوفیائے کرام کے نزدیک یہ دونو ماتا فیہ ہیں۔ بایاں وزیر جلالی اور اہل فنا میں سے ہے۔ داہنا وزیر جمالی اور اہل بقا میں سے ہے۔ (روح البیان) یہ تعداد ان اولیاء اللہ کی بیان ہوئی، جو اہل خدمت، جنہیں تکوینی ولی کہتے ہیں۔ جن کے ذمہ دنیوی انتظام ہیں۔ باقی دیگر اولیاء اللہ شمار سے باہر ہیں۔

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جہاں چالیس متقی مسلمان جمع ہوں ان میں کوئی ولی ضرور ہوتا ہے۔ اسی لئے نماز جنازہ میں چالیس مسلمانوں کی شرکت کی کوشش کی جاتی ہے۔ انہیں تشریعی ولی کہتے ہیں۔ ان میں سے بعض ولی خود اپنی ولایت سے بے خبر ہوتے ہیں۔

ولایت کے درجات

ولایت کے مختلف درجے ہیں اور بے شمار مراتب ہیں۔ بعض حضرات نشۂ عشق و عقل دانش کھو بیٹھتے ہیں۔ جنھیں مجذوب کہا جاتا ہے۔ اس قسم کے حضرات کے اقوال و افعال پر احکام شرعیہ جاری نہیں ہوتی ہیں۔ کیونکہ وہ دائرہ عقل سے بالا پہنچے ہوئے ہوتے ہیں حضرت خواجہ منصور رضؓ نے اَنَا الحق کہا تو وہ مومن رہے کیونکہ وہ دور آنا ما نیست فنا کر چکے تھے۔

فرعون نے اَنَا رَبُّکم الاعلےٰ کہا تو کافر ہوا۔ کہ وہ خودی میں رہکر خدا بنا۔ یہ حضرات مظہر صفاتِ الٰہی ہو جاتے ہیں، زبان اُن کی ہوتی ہے اور کلام رب تعالےٰ کا۔ مولانا روم رح فرماتے ہیں

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

چوں روا باشد انا اللہ از درخت ۔۔۔ کئے روا نبود کہ گوید نیک بخت

لطیفہ:۔ حضرت صوفیا رفنا فی اللہ ہو کر بحالت جذب اَنَا اللہ کہہ سکتے ہیں مگر کوئی فنا فی الرسول ہو کر اَنَا مُحَمَّدؐ نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ مقام ناز ہے اور یہ مقام نیاز۔ با خدا دیوانہ و با مصطفےٰ ہوشیار باش علامہ ڈاکٹر اقبال رحؒ نے کیا خوب کہا ہے:۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر :۔ نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا

کوئلہ آگ میں گیا۔ اس میں ایسا فنا ہوا کہ آگ کی تاثیر دکھانے لگا۔
بعض وہ حضرات ہیں جو ع :۔

اُدھر اللہ سے واصل — اِدھر دنیا میں ہیں مشاغل

ولایت کے اعلےٰ درجہ پر پہنچ کر بھی عقل وخرد ہاتھ سے جانے نہیں دیتے ہیں۔ انہیں سالکؒ کہا جاتا ہے۔ خیال رہے کہ حضرات انبیاء کرام مظہر صفاتِ الٰہی اور حضرات اولیاءُ اللہ مظہر صفات انبیاء۔ صفات الٰہی تو مختلف، لہٰذا انبیاء کرام کے حالات ہی مختلف۔ اسی لئے صوفیائے کرام کی شانیں مختلف ولایت موسوی رکھنے والے تارک الدنیا ہوتے ہیں۔ ولایت سلیمانی والے صاحب تخت و تاج، ولایت نوحی والے مظہر جلال اور ولایت ابراہیم والے مظہر جمال اور ولایت مصطفوی رکھنے والے جامع صفات۔

اسی لئے کہا جاتا ہے کہ مجذوبین بر قدم موسیٰ علیہ السلام خرّ موسیٰ صعقاً کہ دیکھ کر عقل وخرد کھو بیٹھتے ہیں اور سالکین بر قدم مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

موسیٰ زہوش رفت بیک پرتو صفات — تو عین ذات مے نگری در تبسّمے

سید الاولیاء حضور غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اس شعر کا یہی مطلب ہے۔

وَكُلُّ وَلِيٍّ لَهٗ قَدَمٌ وَّاِنِّيْ — عَلٰى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرِ الْكَمَالِ

حضرت رسالت پناہ مخبر صادق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنگ بدر کے موقع پر حضرت صدیق اکبرؓ سے فرمایا کہ تمہاری مثال سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سی ہے اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فرمایا تمہاری مثال نوح علیہ السلام کی سی ہے یہ حدیث پاک اس تقسیم ولایت کی اصل ہے۔

لہٰذا اولیاء اللہ کی پہچان اور ان کے علم کی وسعت کا اندازہ صرف ایمان کی روشنی تک محدود رہے۔ وہیں تک دیکھ سکتا ہے نظر جس کی جہاں تک ہو۔

اولیاء راہست قدرت از الٰہ — تیر جستہ باز گردانند ز راہ۔

یعنی اولیاء اللہ کو من جانب اللہ وہ طاقت عطا ہوئی ہوتی ہے کہ نکلے ہوئے کمان سے تیر کو راستے سے موڑ سکتے ہیں۔ اگر یوں کہیے تو بیجا نہ ہوگا ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را — ہر زماں از غیب جان دیگر است

جو اللہ تعالےٰ کی رضا پر شہید ہو چکے ہیں ان میں ہر ساعت ایک نئی جان پیدا ہوتی ہے شہید کے ہر ہر قطرۂ خون پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

عند ذکر الصالحین تنزّل الرّحمۃ ۔ صالحین نیک لوگوں کے ذکر کے وقت رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ چہ جائے کہ خاصان خدا کا ذکر پاک ہو۔

سبحان اللہ بکرمہ

تذکرہ مجاہدین شہر مشہد

(فی الاحوال)

شہدائے پیران کلیر شریف

ملک ہندوستان میں بے شمار غزوہ ہوئے ہیں کہ۔ جن میں ایک مقام کلیر کے غزوہ میں غازیان اسلام کا شریک ہونا اور شہداؤں کو بھی مقدم مانا جاتا ہے۔

مقام کلیر شریف خاص ضلع سہارنپور یوپی میں بے شمار شہدائے حق اولیاء کرام صوفیہ عظام بزرگان دین مدفون ہیں جن کی کثرت تعداد کی وجہ سے اس مقام کو پیران کلیر بھی کہتے ہیں۔ یہ جگہ زیارت گاہ خاص وعام ہے۔ یہاں حضور فیض گنجور خواجۂ عالم پناہ خواجہ غریب نواز مخدوم پاک

پاک علاء الدین علی احمد صابرؒ صاحب کا روضہ مبارک فیضان خاص و عام مرجع خلائق ہے جن کی زیارت کے لئے بے شمار لوگ دور دراز سے سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے یا کسی امتیاز مذہب و ملت مثل پروانوں کے آتے ہیں اور فیضیاب ہوتے ہیں۔ بلکہ غیر ملکوں سے بھی آتے ہیں اور فیض حاصل کرتے ہیں۔

حضور رحمۃ اللعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو نشر کرنے والے جتنے لوگ دنیا میں پیدا ہوئے ان کی نظیر کوئی تاریخ پیش نہیں کر سکتی۔ اولیاء اللہ صوفیاء کرام بزرگانِ دین اسلام کی روشنی کو پھیلانے کے لیے آسمانی ہدایت پر مہر و ماہ بن کر اس طرح چمکے کہ لاکھوں گم گشتگانِ منزل ان کی روشنی میں راہ حق کی طرف گامزن ہیں یہ مبارک ہستیاں سراپا اخلاق و سراپا ایثار رحمت تھے ان کے دل مطلعِ انوار الٰہی سے سرشاد تھے۔ ان کی با برکت ذات گرامی آج بھی مرجع خلائق ہے انہیں داعیانِ معرفت سراپا ایثار رحمت ہیں

عجب دربار شاہانہ علاء الدین صابر کا — عجب فیض کریمانہ علاء الدین صابر کا
گدا کو شاد کرنا جھولی بھرنا پھر دعا دینا — عمل جاری روزانہ علاء الدین صابر کا
بھری جھولی نظر آنا گدا کا مسکرا دینا — یہ کہنا اب نہ پھر کہنا علاء الدین صابر کا
صدا پھولے پھلے یہ لالہ زار گلشن کلیر — چمن چشتی فریدانہ علاء الدین صابر کا
بھکاری کی طلب جھولی بھری دل ہو گیا خالی — نہ چھوڑوں سنگ جانانہ علاء الدین صابر کا
غریب بے نوا اب چھوڑ جھولی بس یہ کافی ہے — تجھے لطف کریمانہ علاء الدین صابر کا

بھری جھولی تو خوش ہو کر چلے پھر دل پلٹ آیا
نہیں در چھوڑ کر جانا علاء الدین صابر کا

خاکپائے حضور

غریب شاہ صابری

حضرت خواجہ عالم پناہ سید الشہدا ء سالار قافلہ منبع جود وکرم عالی جناب ابو صالح محمدؒ مشہدی بغدادی کلیری جائے مقام کلیر شریف ہیں مدرسہ گلزار فرید صابر کے عین متصل آپ کا روضۂ مبارک زیارت گاہ عالم ہے آپ ہی کے زیر سایہ یہ مدرسہ گلزار فرید صابر یہ ۱۹۴۷ء سے جاری ہے۔ یہ اپنے وقوع کے اعتبار سے بہت غنیمت ہے۔ بحمداللہ۔ بلا امتیاز کسی قوم وملت کے خدمت دینِ اشاعت کر رہا ہے۔ مدرسہ ہذا میں غریب طلبار کو مفت تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کی کوئی معین آمدنی نہیں صرف خدا کے بھروسہ خدمت دین کر رہا ہے۔

سالانہ جامع اردو علی گڈھ یونیورسٹی کے امتحانات بھی ہوتے ہیں۔ خدا نے چاہا تو تعلیم کے ساتھ ساتھ بچوں کو فن دست کاری سکھانے کا بھی ارادہ ہے۔ تاکہ علاوہ تعلیم کے قوم کے بچے روزی کمانے کا ذریعہ حاصل کرسکیں مدرسہ کی عمارت میں اضافہ کیا جائے تاکہ تعلیم با قاعدہ ہو سکے۔ امداد کی اشد ضرورت ہے۔

بانئ مدرسہ غریب شاہ صابری مقام کلیر شریف خاص۔ ضلع سہارنپور (یوپی)

اب ہم آپ کی خدمت میں شہدائے پیرانِ کلیر شریف جو سابقین سے ہیں جن کے زمانے کو تقریباً ایک ہزار سال ہوئے ہیں بموجب روایات مشہور کے جو سینہ بسینہ چلی آتی ہے اس کی تصدیق رسالہ قلمی جو فارسی زبان میں موجود ہے تحریر کرتا ہے۔ پرانی کتابوں سے جلیل القدر شہداؤں کے حالات کا پتہ معلوم ہوتا ہے۔

بندے ناچیز سراپا تقصیر ہیچمدان غریب شاہ صابری بانئ مدرسہ گلزار فرید صابر یہ خادم درگاہ عالیہ سند الاصفیا اکرم الاولیار شہر بیشۂ شجاعت بر بادے صداقت سر چشمۂ رشد وہدایت مرشد شریعت وطریقت ہادئ حقیقت ومعرفت مجاہد اعظم خالصًا نوہ اسلام فی سبیل اللہ امام الشہدا ر شہدائے ہند محی الاملت والدین آل طٰہٰ ویٰسین بانئ اسلام شہر کلیر شریف سید ابن سید

حضرت امام ابو صالح محمد قدس سرہٗ العزیز غازی شہید فی السبیل راہ جلیل نعم الوکیل بخدمتِ شریف بزرگان و ناظرین بر تمکینِ عرض پرداز ہے زمانہ حال میں کچھ ایسا طوفان بیغیرتی برپا ہو گیا ہے کہ غازیان اسلام اور بزرگان دین کے صفاتی کارناموں میں تعصف کی عینک لگا کر اور طمع دینوی و زر طلبی کی چادر اوڑھ کر خوشامد کے بندے بن کر صحیح واقعات کو چھوڑ کر فرمائشی حالات و کرامات جدیدے بے بنیاد لکھ کر رسالوں کی شکل میں چھاپنے لگے۔ اولیاء اللہ غازیان اسلام کے صحیح واقعات و کرامات مراتب درجات پر پردہ پوشی کر کے عوام کو دھوکے میں ڈالنے لگے۔ اگر کسی رئیس یا شیخ و صوفی یا سجادگان کی فرمائش ہو تو ان کو خوش کرنے کے لئے خوب بڑھا چڑھا کر شائع کرتے ہیں اور اس قدر تعریف بیان کرتے ہیں کہ حد سے بڑھ جاتے ہیں۔ اب تو یہ عالم ہو گیا ہے کہ اولیاء کرام کے حالات میں کبھی جنگ اقابت قائم کرنے لگے۔ انہیں یہ بھی سلیقہ نہیں کہ اولیاء اللہ تو محض رضاء الٰہی کے خواہاں ہوتے ہیں انہیں دینوی فخر وجاہت اور شان و شوکت سے کیا واسطہ یہ حرکات دنیا داروں کی ہوا کرتی ہے۔ جو خود غرضی اور مطلب طلبی کے لئے حالات و خیالات بدلتے رہتے ہیں۔

چنانچہ کئی سال سے یہ خادم اس کوشش میں لگا رہا کہ صحیح حالات بیان میں لایا جائے جو ایسے غازیانِ اسلام جلیل القدر شہداؤں کے حالات پردۂ اخفا مفقود الخبر میں تھے ان کو میدان شہود میں لاکر بظاہر باہر کیا جائے تاکہ برادران اسلام کے لئے مشعل ہدایت کا کام کریں۔ اور اپنے بزرگوں کے کارنامے معلوم ہوسکے بر ایمان میں پختگی اور اسلام میں صداقت و برکت ثابت ہو۔ کیونکہ بزرگان دین کے سچے اور صحیح حالات پڑھنا اور سننا مال فیض و فائدہ ہیں۔ جو خوش اعتقاد و معتقدین کے لئے مشعل ہدایت ہوا کرتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب خود اشاعت فرمانے کی تکلیف گوارا فرمانا نہ چاہیں تو خادم درگاہ فقیر مسکین غریب شاہ صابری بانی مدرسہ گلزار فرید صابری متصل درگاہ عالیہ حضرت امام ابو صالح محمدؒ کو مطلع فرما کر ممنون و مشکور فرما دیں۔ خادم کی تحریر میں جو غلطی پائیں بجائے نکتہ چینی

اصلاح کرنے کی تکلیف گوارہ فرمائیں کہ بزرگانِ دین کا ہمیشہ یہی طریقہ رہا۔

قدیم حالات کلیر کی تلاش میں ہم جناب منشی مقصود عالم صاحب فاروقی کلیری اور جناب منشی انعام ثمر فاروقی صاحب کلیری کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے میری امداد فرمائی

اطلاعِ عرض ہے

اگر کسی حضرات کے پاس بزرگانِ دین شہدائے کلیر کے حالات علاوہ اس کتاب کے قدیم حالات کلیر آپ کے پاس صحیح تاریخی مستند واقعات ہوں تو وہ ایک خدمت دینا سمجھ کر ضرور اشاعت فرمادیں۔ تاکہ عوام الناس غلط فہمیوں سے بچیں۔ دیگر غرض یہ ہے آپ وہ حالات مدرسہ گلزار فرید صابریہ کے پتہ پر ہمیں بھیجدیں ہم آپ کے ممنون مشکور رہیں تاکہ آئندہ اڈیشن میں اُن حالات کو شائع کرسکیں۔

اصول تندرستی

جہاں تک کام چلتا ہو غذا سے
وہاں تک چاہیے بچنا دوا سے

اگر تجھ کو لگے جاڑے میں سردی
تو استعمال کر انڈے کی زردی

جو ہو محسوس معدے میں گرانی
تو پی لے سونف یا ادرک کا پانی

اگر خون کم بنے بلغم زیادہ
تو کھا گاجر، چنے، شلغم زیادہ

جگر کے بل پہ ہے انسان جینا
اگر ضعفِ جگر ہے کھا پپیتا

جگر میں ہو اگر گرمی دہی کھا
اگر آنتوں میں خشکی ہو تو گھی کھا

تھکن سے ہو اگر عضلات ڈھیلے
تو فوراً دودھ گرما گرم پی لے

جو طاقت میں کمی ہوتی محسوس
تو مصری کی ڈلی ملتان کی چوس

زیادہ گر دماغی ہے تیرا کام
تو کھا تو شہد کے ہمراہ بادام

اگر ہو قلب کی گرمی کا احساس
مربہ آملہ کھا اور انناس

جو دکھتا ہو گلا نزلہ کے مارے
تو کر نمکین پانی کے غرارے

اگر ہے درد سے دانتوں کے بیکل
تو انگلی سے مسوڑھوں پر نمک مل

جو بدہضمی میں تو چاہے افاقہ
تو دو اک وقت کا کر لے تو فاقہ

پیشین گوئی آنحضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم

برائے ہندوستان

سرکار دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ملک ہندوستان کی بارہا تعریف فرمائی ہے اور یہ بھی فرمائے ہیں کہ مجھے ہند سے خوشبو آتی ہے۔

چونکہ عرب اور ہندوستان کا تجارتی سلسلہ پہلے ہی سے تھا۔
سب سے پہلے ہند کے غزوۃ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اپنے چچا خواجہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور خواجہ عمر عیار رضی اللہ عنہ کو سپہ سالار بنا کر ملک ہندوستان سراندیپ (لنکا) میں بھیجا۔ یہ وہ مبارک جگہ ہے کہ جہاں حضرت سیدنا ابو البشر آدم علیہ الصلوٰۃ والسّلام جنت سے تشریف لائے تھے۔ جب

نوٹ:۔ زنبیل کا یہ معجزہ تھا کہ بڑی سے بڑی چیز یا سامان رکھ سکتے تھے۔ شکل اس کی جھولی کی تھی کملی کا یہ معجزہ تھا کہ کتنا ہی سامان کیوں نہ ہو باندھ لیا جائے تو ذرا وزن محسوس نہ ہو بانسری میں یہ صفات تھے کہ اس میں نغمۂ داؤدی کا اثر موجود تھا۔ جب اس کو بجایا جاتا اس کی آواز سن کر مخلوق دوڑ پڑتی۔ انسان تو انسان تمام جانور اس کی آواز پہ دوڑے چلے آتے غیبی ٹوپی میں یہ کمال موجود تھا کہ سر پہ پہن لینے کے بعد اس کے اثر سے کوئی بھی انہیں دیکھ نہیں پاتا اس طرح سب کی نگاہوں سے پوشیدہ رہتے وغیرہ۔ اور وہ سب کو دیکھ سکتے تھے

تو

ان کے جہاز رانی کشتیاں بندرگاہ پر پہنچیں تو سب سے پہلے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام حضرت عمر عیار کو ملے اور چند تبرکات بھی عنایت فرمائے۔ سیدنا آدم علیہ السلام کی۔ زنبیل کملی۔ بانسری کی جوڑی اور غیبی ٹوپی وغیرہ دیگر ہدایات فرمائی اور رہبری کی۔ پھر حضرت خواجہ خضر علیہ السلام حضرت امیر حمزہ رضؓ کو ملے اور آپ کو حضرت آدم علیہ السلام کے مقام مذکور تک رہبری فرمائی۔

وہاں خواجہ امیر حمزہ صاحب نے چالیس روز کا چلا بھی کیا ہے۔ اس دوران حضور خواجہ عالم آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام بجنسہٖ ظاہر ہوکر ملے آپ کو سینہ سے لگایا دعائیں دیں اور بہت خوش ہوئے اور تسبیح و عمامہ اور دیگر تبرکات مرحمت فرمائے۔ بعدہٗ فتحیابی کی دعا فرمائی اس وقت لندھور بن سادیان کی حکومت تھی اس سے پھر خوب جنگ ہوئی آخر ش فتح اسلام کی ہوتی وہ راجہ بھی مسلمان ہوگیا۔

تاجدار کلیر شریف

خوش قسمت کہ اُمید کرم اِس در پہ لائی ہے
کرم کر میرے صابر تجھ میں شانِ مصطفائی ہے

قسم اللہ کی تو وہ خدا کا خاص دلبر ہے
خدا کا تو خدا تیرا تیری گھر گھر خدائی ہے

نہ چھوڑوں گا نہ چھوڑونگا تجھے ہرگز نہ چھوڑوں گا
تیرے در سے مجھے اللہ کی آواز آئی ہے

شہنشاہ اقلیم عرفان تاجدار کلیر ی للٰہ یا
میری بگڑی بنا دو تم نے لاکھوں کی بنائی ہے

قسم اللہ کی تو وہ خدا کا خاص دلبر ہے
خدا کا خدا نیرا تیری گھر گھر خدائی ہے۔

خاکپائے حضور خادم
غریب شاہ صابری

دوئم غزوہ

شہر بمبئی سے ۴۰ میل کے فاصلہ سے ریلوے اسٹیشن کلیان قصبہ ہے۔ وہاں سے ۵ میل کے فاصلے پر جو پہاڑ حاجی ملنگ بابا کے نام سے مشہور ہے اس کی تفصیل یہ ہے۔ مدینۃ الرسول مسجد النبوی میں رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز تھے کہ بعد نماز عشاء جملہ اصحابی حاضر خدمت حلقہ کئے ہوئے تھے کہ یکایک مشرق کی جانب روشنی دکھائی دی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ روشنی کیسی ہے۔ اس وقت سیاح قسم کے کئی تاجر اصحابی موجود تھے۔ ان میں سے ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ملک ہندوستان جنوب میں ۲۸ میل اونچا پہاڑ ہے جس پہ دیوں کی آبادی ہے بڑے جابر وظالم ہیں وہاں انہیں کی حکومت ہے۔ وہ ایسے قوی ہیکل ہیں کہ بڑے بڑے درختوں کو اکھیڑ لیتے ہیں اور جمع کر کے اوپر میدان میں خوب آگ سلگاتے ہیں تاکہ اپنی زور قوت کا سکہ جمائے۔ یہ وہی روشنی ہے۔ یہ سن کر آپ نے تحمل فرمایا اور حضرت عبد الرحمٰن صحابی رضی اللہ عنہ کو طلب کر کے جہاد کا حکم فرمایا۔ آپ کو سپہ سالار بنایا اور ولایت کے منصب پر فائز المرام فرمایا اور خوب دعائیں دیں اور فتح کی بشارت دے کر روانہ فرمایا آپ اپنے عزیز اقارب اور رفقاء کے ساتھ

بحری سفر طے کرتے ہوئے ملک ہندوستان جنوب میں پہونچے۔ اس وقت یہاں بڑا خطرناک جنگل تھا چند روز کے بعد پہاڑ کے دامن تک پہنچ گئے۔ جب پانی کی ضرورت پیش آئی تلاش کرنے پر جب پانی نہ ملا تو معلوم ہوا تھوڑے ہی فاصلہ پر ایک لڑکی گائے کو چگاتی نظر آئی جو ایک برہمن کی لڑکی تھی قریب جاکر پانی معلوم کیا۔ اس نے نفی میں جواب دیا کہ یہاں پانی قریب نہیں ہے۔ اسی کے قریب ہی ایک بچھڑی کھڑی تھی اس کو آپ نے دوہنے کو فرمایا۔ لڑکی نے ہنس کر کہا بابا صاحب اس میں دودھ کہاں ہوسکتا۔ تو آپ نے زبان فیض سے فرمایا دیکھو اس کے تھنوں میں دودھ موجود ہے نکال لو۔ خدا کی شان تھنوں میں دودھ موجود تھا یہ دیکھ کر اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ ہوئی آپ کے دوبارہ فرماتے پر اس نے دوہنا شروع کیا تو اتنا دودھ نکلا کہ میں قافلہ والوں نے سیر ہوکر پیا اور اس لڑکی کے ساتھ چرواہوں نے بھی خوب پیا پھر بھی بچ رہا۔ آپ نے لڑکی کو دعائیں دی۔ آج بھی اس دعا کا یہ اثر ہے کہ اس کے یعنی لڑکی کے خاندان والے آج بھی سجادگی کے منصف پر قائم ہیں۔ اس کے بعد آپ نے پہاڑ کی جانب کوچ فرمایا۔ راستہ نامعلوم ہونے کے سبب مجبوراً توحید کا نعرہ ایسا لگایا کہ پورا پہاڑ جنبش میں آگیا نجومیوں نے راجہ کو یہ بتلایا یہ زلزلہ مسلمانوں کی آمد کا ہے وہ تمہاری حکومت کو پامال کریں گے۔ تو راجہ نے اپنی فوج کو مقابلہ کے لئے بھیجا۔ خوب گھمسان کا جنگ ہوا۔ بے شمار دیو مارے گئے تو مجبور ہوکر اوپر کی جانب بالا نصار چوٹی پر چڑھ گئے۔ اور خوب بڑے بڑے پتھر برسانے لگے۔ اس وقت پھر آپ نے کشف کرامت سے نعرہ لگائے۔ پہلے ہی نعرہ سے پہاڑ میں ایسا زلزلہ آیا کہ سات میل زمین میں دھنس گیا۔ اسی طرح پے در پے تین نعرے لگائے ہر دفعہ میں پہاڑ سات سات میل زمین کے اندر دھنستا چلا گیا۔ لہذا اس طرح اکیس میل پہاڑ زمین میں دھنس گیا۔ پھر دوبارہ خوب جنگ ہوئی ہزاروں کافر مارے گئے کچھ بھاگ گئے۔

خدا تعالےٰ نے اپنے محبوبؒ کی دعا سے اسلام کو فتح نصرت حاصل ہوئی۔ راجہ کی لڑکی مسلمان

ہوگئی تھی۔ آپکی دعا کی برکت سے وہ حافظِ قرآن ہو گئی۔ جس کا مزار شریف آپ کے گنبد شریف میں آج بھی موجود ہے۔ آپ کے ساتھیوں میں سے جو جہاں جس جگہ شہید ہو گئے تھے ان کو وہیں مدفون کر دیا گیا۔ آپ کا روضہ مبارک زیارتگاہ فیضان خاص و عام ہے۔

آپ سے بے شمار کرامتیں ظہور میں آئیں آج بھی فیض جاری ہے۔

آج بھی حاجی ملنگ بابا کے نام سے یہ پہاڑ مشہور و معروف ہے۔

کیا شان ہے تمہاری حاجی ملنگ دولہا ؛ سنو دعا ہماری حاجی ملنگ دولہا

یہ روضہ اور یہ گنبد یہ آستاں یہ جالی ؛ جالی پکڑ کر اکثر کہتے ہیں یہ سوالی ؛ بھر دو ہمارا دامن لے بے کسوں کے والی

کیا مرتبہ ہے اعلیٰ کیا شان ہے نرالی ؛ ہر شے ہے پیاری پیاری حاجی ملنگ دولہا ؛ یہ سن لو دعا ہماری ۔ ۔ ۔ ۔

تم دیکھتے ہو سبکو سرکار اک نظر سے ؛ بگڑی بنی ہے انکی گذرا ہے جو ادھر سے ؛ جاتا نہیں ہے خالی کوئی سخی کے در سے

ملتی ہے بھیک سبکو داتا تمہارے در سے ؛ یہ دین ہے تمہاری حاجی ملنگ دولہا ؛ سن لو دعا ہماری ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مشہور ہے کرامت حاجی ملنگ دولہا ؛ گھوڑے کی ٹاپ سے یوں جاری ہوا ہے چشمہ ؛ چشمہ ہے رحمتوں کا پایا جو کاہر دریا

بیمار پانی پی کر ہو جائے دم میں اچھا ؛ مٹ جائے بے قراری حاجی ملنگ دولہا ؛ سنو دعا ہماری ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

حاجی ملنگ عطا ہو شاہ دلی کا صدقہ ؛ شبیر کے خدا کا صدقہ مولا علی کا صدقہ ؛ صدیق کا عمر کا عثمان غنی کا صدقہ

ملجائے بے کسوں کو آلِ نبی کا صدقہ ؛ جھولی بھر دو ہماری حاجی ملنگ دولہا ۔ سن لو دعا ہماری ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جنت بنی پہاڑی مولا کے دم قدم سے ؛ پاتی ہے فیض دنیا سرکار کے کرم سے ؛ بھرتی ہے سب کی جھولی دربارِ محترم سے

ہر ایک غم زدہ کو دیا ہے نجات غم سے ؛ کیا بات ہے تمہاری حاجی ملنگ دولہا ؛ سنلو دعا ہماری ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

دیتا ہے بالا الصار اس بات کی شہادت ؛ درویشی میں گویا کرتے ہیں آپ حکومت ؛ آجائیں جو بھی در پر ٹلجائے ہر مصیبت

مشکل ہو ختم ساری حاجی ملنگ دولہا ؛ سنو دعا ہماری حاجی ملنگ دولہا ؛ کیا شان ہے تمہاری حاجی ملنگ دولہا

ارضِ ہندوستان میں پیغمبروں کے مزار شریف

حضور پر نور رحمتِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ مجھے ہندوستان سے خوشبو آرہی ہے۔ اور محبت بھی۔ تو معلوم ہوا خوشبو سے مراد یہ ہے مراد یہ ہے کہ سرزمین ہند میں بے شمار پیغمبر علیہم السّلام دیگر حضور رحمت عالم نور مجسم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہیتے صحابی رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین۔ و دیگر اولیاء کرام غازیانِ اسلام رشد و ہدایت کے علم بردار بن کر مہر و ماہ کی طرح چمکے۔ تاریخ شاہد ہے۔ حضرت شیث علیہ السّلام ابن ابو البشر سیدنا آدم علیہ السّلام کا مزار مقدس مقام فیض آباد شہر کے تین میل کے فاصلہ پر جنگل بیماواقع ہے۔ اس شہر کو ہندی زبان میں اجودھیا نگری بھی کہتے ہیں

مشرقی پنجاب ضلع انبالہ

ریلوے اسٹیشن بنجاران سے سات میل کے فاصلہ پر موضع براس شریف کے ملحق ٹیلہ پر چالیس پیغمبروں کے مزار شریف ہیں جن کی تصدیق خود حضور امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد نقش بندی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے جو کتاب جواہر مجددیہ میں موجود ہے۔ چونکہ سرہند شریف سے براس شریف چودہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس خادم کو بھی سرہند شریف عرس کے بعد براس شریف جانے کا شرف حاصل ہوا۔ اور زیارت کا شرف حاصل ہوا مستند تاریخ سے ثابت ہے کہ وہ عرب ممالک میں پیدا ہوئے۔ ایک عرصہ تک اپنی اپنی قوم کو تعلیم و ہدایت فرماتے رہے

جب قوم کے لوگ باغی اور دشمن ہو گئے تو مجبوراً ملک ہندوستان ہجرت کر آئے اور یہیں وفات پائی ۔

کشمیر میں حضرت سلیمانؑ کی تشریف آوری

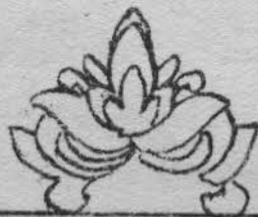
تاریخ شاہد ہے حضرت خواجہ عالم سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تخت مبارک بدوش اجنا پرواز کرتا ہوا ہے ارض کشمیر کی سیر کرنے کے بعد اس پہاڑی پر جو آج بھی کوہِ سلیمانؑ کے نام سے مشہور ہے یہ پہاڑی کشمیر سری نگر میں واقع ہے۔ آپ کا شاہانہ جاہ و جلال دیکھ کر انسان جنات حیوانات چرند پرند خاص و عام خدمت اقدس میں جمع ہوئے آپ کی شان و شوکت اور رعب دیکھ کر ششدر رہ گئے جس کسی نے بھی آپ کی خدمتِ اقدس میں اپنی مرادیں پیش کئے اس میں کامیاب و بامراد ہوئے۔ راجہ نریندر والئی کشمیر اس خبر کو سنتے ہی فوراً حاضر خدمت ہوا اور زر و جواہر بطور تحائف پیش کئے۔ اور خوشنودی و رضامندی حاصل کی۔ آپ سے بے شمار معجزے ظہور میں آئے۔ چونکہ شہر سندمت نگر (سری نگر) غرق ہو جانے سے کشمیر کی سطح حدود بجبارہ تک ہمیشہ سیلاب میں ڈوبی رہتی تھی۔ اس وجہ سے لوگ غلات کی تنگی اور قحط کے باعث ہمیشہ عاجز رہتے تھے۔ اس لئے انہوں نے آپکے حضور میں التجا کی کہ یہ پانی کشمیر سے نکال دیا جائے۔ حضور خواجہ عالمؑ نے جنوں کی ایک جماعت کو ان پتھروں کے اٹھالانے کا حکم دیا۔ جو زلزلہ کی وجہ سے کھادن یار کے مقام پر دریا میں لڑک گئے تھے۔ حکم پاتے ہی جنوں نے دریا کی گہرائی سے پتھروں کو نکال لیا جس سے رکا ہوا پانی پھر سے جاری ہو گیا اور تھوڑے عرصہ میں کشمیر کی اندرونی سطح ظاہر ہو گئی۔

راجہ نریندر نے اس خوشی میں اپنا تاج اور ملک کشمیر کی حکومت آپ کے حوالے کر دی۔ خواجہ صاحب

کو اس کی یہ ادا پسند آئی ہمیشہ اپنے ساتھ رہنے اور پاس بیٹھنے کی اجازت سے سرفراز کیا۔ ترکستان کے شہزادوں کو ملک کشمیر بطور جاگیر بخشا۔ پھر ایک ہفتہ تک کشمیر کی سیر و سیاحت کر کے واپسی اختیار کی نیز خطۂ کشمیر کا دوسرا نام باغ سلیمان بھی ہے۔

دہلی شریف

ایک یہ بھی بروایت صحیح متبرکہ سے ثابت ہے۔ حضور خواجۂ عالم حضرت سلیمان علیہ السلام سیاح سیر فرماتے ہوئے آپ دہلی شریف اُس مقام پر پہنچے کہ جہاں اب مزار پر نور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ اول خواجہ غریب نواز ہند الولی رضی کا ہے آپ نے دیکھا کہ ایک انور کا ستون آسمان سے زمین تک ہے تو یہ راز معلوم کرنے کی نیت سے تخت سلیمانی کو آپ نے فوراً وہیں اتروالیا کہ شاید یہ جگہ کسی جلیل القدر پیغمبر کی جگہ ہو۔ جب آپ کوئی راز معلوم نہ کر سکے تو آپ نے خدا کے حضور میں دعا کی۔ خداوندا اس راز سے مجھے آگاہ کر۔ تو آپ کو وحی کے ذریعہ معلوم ہوا کہ یہ جگہ نبی آخر زماں صلے اللہ علیہ وسلم کے امتی کی ہے جو اپنے زمانے کا قطب ہو گا اور خلیفہ اوّل ہو گا۔ اُس سے پہلے کوئی اس جگہ دفن نہیں ہو گا۔



گجرات کھمباچ میں

یہ واقعہ مشہور ہے کہ جو انگوشتری حضور خواجہ سلیمان علیہ السلام کی گم ہو گئی تھی جس کی وجہ سے بظاہر جاہ و جلال شاہی پردۂ اخفا میں ملتوی رہ گئے تھے اور اس وقت آپ بلباس شان فقیرانہ سیر و سیاحت کرتے ہوئے ہندوستان تشریف لائے۔ جائے مقام گجرات کھمباچ سے تیس میل کے فاصلہ پر دریا کے کنارے درخت کے سائے میں آرام فرمانے لگے۔ سفر کی صعوبتوں کی وجہ سے غلبہ نیند طاری ہوا۔ جب آپ کے جسم مبارک پہ دھوپ آگئی تو عین اس وقت مشیت ایزدی ایک اژدہا آکر سایہ کرنے لگا۔ ایک ماہی گیر کی لڑکی یہ ماجرا دیکھ کر ششدر رہ گئی جب آپ نیند سے بیدار ہوئے تو اژدہا چلا گیا۔ لڑکی نے گھر جا کر اپنے والدین سے یہ ماجرا بیان کیا۔ اس کے والد فوراً آپ کی خدمت میں آئے اور اپنے گھر لے گئے اور بڑے احترام سے رکھا۔ چند روز کے بعد انہوں نے اپنی دختر نیک اختر کا نکاح آپ کے ساتھ کر دیا۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ ام المومنین کے والد بزرگوار دریا سے مچھلی پکڑ کر لائے اور آپ کو دیکر فرمایا کہ اسے صاف کر کے پکاؤ۔ جب مائی صاحب نے مچھلی کا پیٹ چاک کیا تو خدا کی شان جو انگوشتری حضرت سلیمان علیہ السلام کی گم ہو گئی تھی کسی ایک جنات نے سمندر کی گہرائی میں پھینک دی تھی کیا دیکھتے ہیں وہ انگوشتری موجود ہے فوراً آپ نے اٹھالی اور حضور پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ بہت خوش ہوئے اور خدائے تعالیٰ کا شکر بجالائے پھر سے دوبارہ وہی جاہ جلال بظاہر شاہانہ کر د فر نمایاں ہو گئے

زندہ ولی کی شان

حضرت خواجہ حسن ثانی غلام معین الدین غوری رحمۃ اللہ علیہ جائے مقام حسن ابدال پاکستان جو مادرزاد ولی کامل بزرگ سالک ہوئے ہیں۔ پیدائشی سلسلہ فیض باطنی ہے۔ ابھی آپ پیدا ہی نہیں ہوئے کہ کئی واقعات فیض باطنی سے رونما ہونے لگے۔ عجیب وغریب خواب آپ کی والدہ کو آنے لگے۔

ایک دفعہ آپ کی والدہ محترمہ چشمے کے کنارے پانی لینے گئیں تھیں کوئی اولاد نہ ہونے کیوجہ سے رنجیدہ رہا کرتی تھیں۔ یکایک حضور خواجہ غریب نواز ہندالولی اور حضور خواجہ غوث الاعظم پیران پیر دستگیر رضی اللہ عنہ اور حضور خواجہ مخدوم پاک علاءالدین علی احمد صابر رضی اللہ عنہم اس چشمے پہ ملے حضور غریب نواز ہندالولیؒ نے فرمایا رنجیدہ کیوں ہے یہ سن کر وہ رو پڑیں۔ سرکار اس راز سے آگاہ تھے۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے ایک گلاب کا پھول عنایت فرمایا کہ اسے کھالے اللہ تعالیٰ تجھے ایسا دلبر عطا فرمائے گا جو اس پھول کی طرح کھل کر رہے گا اور دعائیں دیں سبحان اللہ۔ حضور غریب نواز کی دعا سے خدا نے پھول کی طرح مہکنے والا گلاب سا فرزند عطا کیا۔ المختصر جب آپ جوان ہوئے تو گورنمنٹ برٹش کے زمانہ میں آپ فوج میں بھرتی ہو کر برما چلے گئے آپ کی دعا میں بڑا اثر تھا خوبصورت ایسے تھے کہ دیکھنے والے ششدر رہجاتے۔

آپ کے روئے مبارک پر من جانب اللہ نور ولایت کے انوار پائے جاتے تھے۔ جسکی برکت سے یہ عالم تھا کہ خود کمانڈر فوج آپ سے کوئی کام لینا پسند نہیں کرتا تھا۔ شب و روز آپ یاد الٰہی میں مستغرق رہتے علاوہ ہر وقت چہرۂ انور پہ آثار سعادت نمایاں رہتے تھے جذب وکیف طاری رہتے تھے کیونکہ آپ سالک تھے اسی طریقہ آپ نے چند سال گذارے۔ ایک روز یکایک بنفس نفیس ظاہر ہو کہ حضور خواجہ غریب نواز ہندالولی خواجہ معین الدین چشتی حسن سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اس باغ میں کہ جہاں آپ یاد الٰہی میں

مشغول رہتے ملے۔ حضور غریب نواز خواجہ صاحبؒ کو دیکھتے ہی قدموں میں گر گئے اور خوب رونے لگے آپ نے اٹھاتے ہوئے فرمایا اور سینے سے لگایا کہا کہ بیٹا خدا نے تمہیں یونہی بیٹھنے کو پیدا نہیں کیا ہمیں تم سے بہت سے کام لینے ہیں۔ ہدایات بھی فرمائی اور دعائیں دے کر غائب ہو گئے اس کے بعد آپ ملازمت چھوڑ کر برما بحری جہاز سے کلکتہ آئے اور کلکتہ سے اجمیر شریف آئے حضور غریب نواز کے آستانہ عالیہ میں پہنچنے کے بعد حالات جذب انتہا بڑھ گئے مجذوبانہ کیفیت طاری ہو گئی آپ کے پاس جو کچھ موجود تھا راہ خدا میں لٹا دیا اور اپنے کپڑے تک پھاڑ ڈالے محدود ایک لنگوٹ اور ایک کملی پہ اکتفا کیا رات دن رونا اور روضۂ انور کے گرد گھومنا معمول زندگی رہا۔ جس کی وجہ سے آپ ناگے شاہ اور ناگے بابا کے نام سے مشہور ہو گئے اسی حالت میں آپ نے دو سال اجمیر شریف میں گزارے پھر بحکم حضور غریب نواز کے آپ کلیر شریف تشریف لائے اُسی حالت میں ڈھیڑ سال گذار دیئے۔ اس عرصہ میں آپ نے بحالت سلوک کبھی کبھی درگاہ شریف میں جھاڑو وغیرہ کی خدمات بھی انجام دیئے ایک روز بنفس نفیس حضور خواجہ عالم پناہ سرکار صابرؒ صاحب ظاہر ہو کر ملے۔ دعا فرمائی اور آپ کو اپنے حلقۂ ارادت سلسلۂ صابریہ میں بیعت باطنی سے سرفراز فرمایا۔ جس کو بیعت اویسی کہتے ہیں۔

اطلاع عرض ہے۔ جملہ سلاسل کے بزرگوں کو من وعن عام شہادت میں بذریعہ بیعت و صحبت باطنی و ظاہری حاصل ہوا ہے مگر طریقہ اویسیہ میں بطور روحانی اور طریقہ نقشبندیہ میں بعض بزرگوں کو جیسے حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ حضرت بایزید بسطامی کو حضرت خواجہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو حضور سید دوعالم رحمۃ للعالمین محمد الرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیعت و فیض روحانی حاصل ہے۔ اسی طرح میرے پیر و مرشد حضور خواجہ غلام معین الدین غوری سنجی صابری رحم دین صاحب اولیا اللہ کو سیدنا حضور خواجہ خواجگان خواجہ غریب نواز معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری رح اور حضور خواجہ عالم پناہ بادشاہ دو جہاں سیدنا مخدوم پاک علاءالدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ الاحد ارواح سلطان الاولیا

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیوض روحانی حاصل ہے رحمۃ اللہ علیہ۔

سرکار صابر صاحبؒ کے حکم سے آپ اپنے وطن جائے مقام پیدائش موضع بہرکی ڈاکخانہ حسن ابدال ضلع کیمبل پور پاکستان تشریف لے گئے۔ آپکی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوچکا تھا۔ آپ تنہا رہنا پسند فرماتے تھے عزیز رشتہ داروں سے کسی سے بھی کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ بستی کے باہر ٹیلے پر رہنا پسند فرمایا ایک عرصہ تک آپ وہیں رہے آپ کو کچھ سکون ہوا اور آپ کی ذات سے لوگوں کو فیض حاصل ہوا رات دن یادالٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ جب لوگوں کو ان سے عقیدت پیدا ہوگئی تو خود بخود آپ سے دست بیعت ہونے لگے۔ آپ انہیں سلسلۂ عالیہ چشتیہ صابریہ میں بیعت فرمانے لگے۔ کچھ مدت بعد آپ نے مسجد شریف تعمیر کرائی اور رہنے کے لیے حجرے بنوائے۔ چند مدت بعد اس ٹیلے کے نیچے آپ نے زمین دوز چلہ بنوایا۔ چلہ تیار ہونے کے بعد آپ مسلسل ساڑھے تین سال کا چلہ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ چلہ پورا ہونے کے بعد جب آپ باہر تشریف لائے تو یہ معلوم ہوا کہ مسلسل ریاض سے زخم کا یہ عالم تھا کہ چٹائی اور گھاس کے تنکے زخموں میں پیوست ہوچکے تھے جن کو مریدوں اور متعلقین حضرات نے زخموں کو صاف کیا۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ آپ چلّہ بظاہر تو غیر آباد ہے اتفاقاً مجھے بھی چلہ کی زیارت نصیب ہوئی میں نے بذات خود دیکھا کہ وہ چلّہ زمین دوز ہے اور اس کے اوپر ایک حجرہ اور ہے اسی کے مقابل ایک اور اتنا چھوٹا حجرہ ہے کہ آدمی لیٹ نہیں سکتا اسی میں گھاس بچھا کر یادالٰہی میں مشغول رہا سخت سردی تھی رات کے تین چار بجے کے درمیان کیا دیکھتا ہے تین شخص قوی ہیکل انتہا خوب صورت میرے پاس آئے۔ دو کے ہاتھ میں خوبصورت عصا دیکھے ایک کے ہاتھ میں نورانی فانوس دیکھی جس کی میں کیا تعریف کروں۔

انہیں سے ایک نے مجھے دیکھ کر کہا کہ یہ ہماری جگہ کون بیٹھا ہے دوسرے نے کہا اسے کچھ نہ کہو یہ باباجی کے ڈیرے سے آیا ہے یہ کہہ کر یہ تینوں واپس چلے گئے اور غائب ہوگئے اس سے پہلے میں یہ سنا ہی کرتا تھا کہ وہاں کوئی غیبی پہرہ ہے اب مجھے بھی یقین ہوا اور تصدیق کرتا ہوں کہ واقعی چلّہ شریف پہ غیبی پہرہ قائم رہتا ہے۔

چند مدت بعد آپ کا جذب و جنون سلوک سے تبدیل ہوچکا تھا ہمیشہ باہوش رہنے لگے۔ ایک روز

تشریف حضور خواجہ غریب نواز ہند الولیؒ عطائے رسول تشریف لائے چند ہدایات فرماکر غائب ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے خواجہ صاحب غریب نواز کے حکم سے شادی کرلی خدائے تعالیٰ نے آپ کو نورانی فرزند عطا کیا وہ چھ ماہ کی عمر شریف میں وفات پاگئے نماز جنازہ پڑھا کر ایک صندوق میں بند کر کے اسی خانقاہ کی مسجد میں مدفون کیا۔ چند مہینہ بعد خواجہ غریب نواز ہند الولی کے حکم سے ہجرت فرمائی اور قریب ہی قصبہ کے ریلوے اسٹیشن حسن ابدال میں قیام فرمایا کچھ عرصہ بعد خدا کی رحمت سے ایک اور فرزند نرینہ پیدا ہوئے۔ وہ روئے نازنین گلبدن آج تخت سجادگی پہ رونق افروز ہو کر سجادہ نشین ہیں۔ جن کا اسم گرامی سجادہ سبار شاہ نظر دیوان صاحب ابن حضور سید خواجہ غلام معین الدین غوری سخی صابر دین رحم دینؒ صاحب اولیاء اللہ آپ کے بعد اور دو صاحبزادے یک بعد دیگر پیدا ہوئے جناب صاحب زادے سجادہ صاحب۔ سے چھوٹے صاحبزادے کا نام رکھا گیا اخلاص صاحبزادے غلام فرید صاحب۔ ان سے چھوٹے رکھا ئے اخلاص صاحبزادے فقیر نواز صاحب مبارک نام ہیں۔ یہاں آپ نے مسجد شریف اور ایک گنبد شریف تعمیر کرائے۔ پھر ساڑھے تین سال بعد صاحبزادے مرحوم مغفور ولی سجادہ الدین کے تابوت جو ببر کی خانقاہ کی مسجد شریف میں مدفون تھے نکال کر لایا گیا۔ ریلوے اسٹیشن حسن ابدال کی خانقاہ میں جو گنبد بنایا گیا تھا اس میں اس معصوم کو دفون کرنے سے پہلے بعض لوگوں کے اصرار سے صندوق کھولا گیا اور سب نے زیارت کی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سوئے ہوئے ہیں۔ کفن جوں کا توں موجود ہے۔ اسی گنبد میں مدفون کئے گئے آج بھی زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ علاوہ اس کے مسجد شریف کے بلند دروازے کے سامنے آپ نے اپنے لئے ایک عالی شان گنبد تیار کر دیا جو یکتائی میں اپنی مثال آپ ہے ۱۹۵۰ء میں آپ کا وصال ہوا آپ کی وصیت کے مطابق اسی گنبد شریف میں مدفون کر دیئے گئے وہ جگہ آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔ ۲۳ محرم الحرام کو سالانہ عرس شریف ہوتا ہے۔ وہاں سرکار سخی صابر دین کے نام سے آپ کی حیات شریف سے لیکر آج تک فقراء مساکین مسافر زائرین کے لئے لنگر جاری ہے انشاء اللہ العزیز صدا جاری رہے گا۔

آپ کے انتقال کے بعد بی بی مائی صاحبہ بغداد شریف تشریف لیگئیں سال بھر کے بعد واپس آئیں کچھ

دنوں بعد انتقال فرمایا۔ آپکے صاحبزادے ولی سجاد الدین کے برابر اسی گنبد شریف میں مدفون کر دی گئیں

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

فاتح سومنات واقع گجرات سلطان محمود غزنوی

الحاج حضرت خواجہ سلطان محمود غازی غزنوی اولیاء اللہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کو مخبر نیک فرشتہ نے یہ خبر پہنچائی کہ ہندوستان گجرات میں علاقہ جوگڈھ مندر سومنات اہل ہنود کے نزدیک تناسخ ارواح باختیار سومنات جانتے تھے اور سارے بتوں کا خدا سمجھ رکھا تھا۔

حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کعبے کے جہال نے دریائے عمان کے کنارے پر جما ورکھا تھا۔ اس کے نام پر شہر سومنات آباد کیا تھا۔ حبیب السیر فرماتے ہیں کہ سومنات نام بت کا ہے۔ ایک تاریخ میں بت خانے کا نام سوم اور ناتھ بت کا نام ہے۔ اور یہ بھی ہے۔ ایک بادشاہ جس کا نام سوم تھا اس کے حکم سے یہ بت بن کر ناتھ نام ہوا اور اعظم اصنام کہلایا۔ نور اسلام سے چار ہزار سال پہلے یہ لایا گیا سوم کے معنی چاند اور ناتھ کے معنی بزرگ۔ بزرگ چاند خداوند مراد لیتے تھے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (بوستان آٹھواں باب)

بتے دیدم از عاج در سومنات مرصع چو در جاہلیت منات

کیا عجب ہے کہ لات منات کعبے کے بت کی تصویر بنائی ہو اور بوجہ مناسبت لات منات کے کہیں لات اور کہیں منات نام سے شہرت ہوگئی ہو اور اس کے نام سے شہر کا نام سومنات مشہور ہو گیا ہو۔ الغرض سومنات نام بڑا مندر لب دریا تھا۔ اس میں بہت بڑا تہ خانہ تھا۔ شب میں لاکھوں کا ہجوم ہوتا تھا۔ دس ہزار گاؤں کا خراج اس کے مصرف میں تھا۔ بیحد خزانہ جمع تھا جواہرات بیش بہا اتنا تھا کہ شاہی خزانوں میں بھی نہ ہو دوسو من پختہ سونے کی زنجیر جواہرات بے بہا سے مرصع آویزاں اور صدہا گھنٹے لٹکتے تھے۔ چار ہزار مرد اور اسی طرح عورتیں حسین جمیل خدمت میں تھیں علاوہ اور کئی خادم تھے سومنات سے چھ سو میل کے فاصلے

سے دریائے گنگ کا روز تازہ پانی بتوں کے غسل کو لایا جاتا تھا ایک بت میں یہ خاصیت رکھی تھی کہ بظاہر اپنے ہاتھوں کو ہلاتا اور آواز بھی نکلتی تھی حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بت خانہ میں جاکر راز معلوم کرہی لیا کہ یہ سب مکر اور ڈھونگ ہے کہ وہاں ایک کل لگی تھی مہنیت اس کو چلاتے تو وہ بت حرکت کر لیتے وغیرہ مختصر یہ کہ ۴۱۵ھ جب لشکر اسلام سومنات پر آیا ایک قلعہ لب دریا دیکھا ایک روز قیام کرکے دوسرے روز جنگ طبل بجوایا اور شام تک لڑتے رہے رات کو جنگ بند ہو جانے کے بعد وہیں آرام کیا۔ اُدھر مہنتوں نے رات دن ایک کرکے پورے ملک ہندوستان میں راجاؤں کو خبریں پہنچادی کہ فوری طور سے امداد بھیجدیں تاکہ سومنات کو بچایا جائے آخر ایسا ہی ہوا تمام ملک سے امدادی فوج آنی شروع ہو گئی دوسرے روز پھر جنگ طبل بجوایا دوپہر تک سلطان نے یہ دیکھا کہ دونوں فریق کی فوج برابر لڑ رہی ہیں اس نقشہ نے آپ کو بےچین کردیا کیونکہ آپ کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ سومنات کو بچانے کے لئے ملک بھر کے راجاؤں کی امدادی فوجیں ضرور اور بہت جلد آرہی ہیں۔ آپنے غازیان اسلام کو للکارا جوش دلایا اور کچھ تقریر بھی کی۔ پھر تو ان مجاہدوں نے وہ جوہر دکھائے کہ کئی ہزار کی تعداد میں دشمنوں کو نار سے سقر کیا وقت عصر تک دشمنوں کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کردیا اور میدان چھوڑ کر بھاگ چھوٹے پھر کیا تھا غازیان اسلام قلعہ تک جا پہنچے اور محاصرہ کر لیا۔ کچھ تو زینہ لگا کر قلعہ پر چڑھنے میں کامیاب ہو گئے۔ چونکہ اب شام ہو گئی تھی اُدھر مخبروں نے یہ خبر بہم پہنچائی کہ راجہ ببرم دیو نامی دو لاکھ لشکر کے ساتھ آپہنچا اور راجہ داشلیم نے فوج بے شمار سے آگھیرا۔ سلطان نے محاصرہ اُٹھا لیا اور شہیدوں کی لاشوں کو جمع کرنے کا حکم جاری کیا بعد نماز جنازہ سب کو مدفون کردیا گیا۔ رات کو حفاظتی دستے چاروں طرف چھوڑ دیئے گئے۔ جب صبح نمودار ہوئی اور نماز سے فارغ ہوئے تو مخبروں نے شب کی تازہ دم خبریں غازی اسلام سلطان محمود خاں کے حضور میں بیان فرمائی کہ رات بھر دشمن اسلام میں امدادی فوجیں آتی رہیں اور اب بھی سلسلہ جاری ہے۔ تو آپ نے یہ حکم نافذ کردیا کہ آج جنگ ملتوی کی جائے اس کے بعد جنگ کی تیاریوں میں مشغول ہو گئے اُدھر دن بھر راجاؤں کی فوج در فوج آمد کا سلسلہ شام تک جاری رہا بعد نماز مغرب سب کھانے سے

فارغ ہوئے عشار کی نماز پڑھ کر جنگ کی تیاریوں میں مشغول ہوئے سلطانؒ نے اپنے خاص مشیروں کو جمع کیا اور ضروری ہدایات جاری فرمائی اور یہ حکم عام جاری کیا کہ خدا کی رحمت پہ نظر رکھیں اس کے حضور اسلام کی فتح ونصرت کے لیے دعائیں مانگی جائے۔ آپ نے بھی رات کا بڑا حصہ انتظام اور حکم جاری کرنے اور لشکر اسلام میں گشت کرنے میں گذارا۔ رات کا آخیر حصہ آپ نے یاد الہٰی میں گذارا جب صبح ہوئی اور لشکر اسلام میں اذان پکاری جانے لگی رات کی سمٹی ہوئی تاریکی میں اذانوں کی گونج سے دست تو کیا کفاروں کے دل بھی دہل گئے۔ بعد فجر نماز اور دعا کے سب کو روک کر آپ نے خطبہ دیا پھر صف آرائی کے لیے حکم جاری کئے مجلس برخاست ہوئی بعد فراغت صفیں آرائی ہوئیں آپ نے مجاہدین کے حوصلے کا معائنہ کیا تو معلوم ہوا دشمنان اسلام کی کثیر تعداد سے بعض خوف زدہ بھی ہیں۔ کیونکہ اب بھی فوجی امداد کی آمد کا سلسلہ جاری تھا۔ مورخین کا بیان ہے ان کی تعداد شمار میں تقریباً ساٹھ لاکھ کے ہوگی۔ پھر غازئ اسلام سلطان محمود اولیاء اللہ نے دوبارہ خطبہ پڑھا بعد حمد وثنا کے آپ مجاہدین اسلام کو خدا کی خوشنودی ورضامندی کو فریضہ اتم بنایا اور اطاعت رسول انام حبیب کردگار صلے اللہ علیہ وسلم کو لازم فرمایا۔ مؤمن مرد مجاہد وہی ہے جو اسلام میں پیدا ہوا اور اسلام کے سایۂ رحمت میں پلا ہوا اور اسلام ہی پہ مٹ گیا ہو وہ شہید اعظم کا رتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ خواجۂ عالم پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جملہ تمام غزوہ میں ملک ہندوستان کے غزوہ کی بڑی تعریف بیان فرمائی ہے آپؐ نے غزوہ کرنے والے ہند کے غازیوں کو مبارکباد دی ہے اور شہیدوں کو افضل بتلایا ہے اسی وجہ سے حضرت ابو ہریرہؓ کو ہند کے غزوات میں اپنی جان ومال نثار کر دینے کی آرزو تھی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ پیشین گوئی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی آپ ہم سب کے حق میں ہے۔

یہ مانا کہ اسلام کے شیدائی بہت کم ہیں اور دشمن بہت زیادہ ہیں۔ آپ یہ نہ بھول جائیں کہ ہمارا کوئی نہیں۔ جو خدا رسولؐ کا ہو گیا خدا اس کا محافظ ہے ہم اہل اسلام سے ہیں اسلام کے ارکان اسی واحد خدا کے لیے ادا کرتے ہیں یہ غیر ملک ہے۔ مگر ہم آئے ہیں تو اسی کے نام پر اسی کی رضا حاصل کرنے کے لیے اور اللہ کے محبوب کو گواہ بنانے کے لیے اور صرف اسلام کے لیے اپنے ملک سے ہزاروں میل

خطبہ فرمانا سلطان کا

دور اسلام پھیلانے کے لئے یہاں آئے ہیں خدا ہمارا محافظ ہے اس کی رحمت سے فتح ہماری ہے اگر ہم خدا کی رحمت سے کامیاب ہوئے تو فاتح ہند کہلائیں گے اگر شہید ہوئے اور ہمارے خون کا ایک ایک قطرہ بارگاہ خداوندی میں مقبول ہوا تو یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے آقا رحمۃ اللعالمین صلے اللہ علیہ وسلم ہم پہ فخر کر رہے ہوں گے آپ کی شفاعت ہمارے لئے کافی ہے ۔ اللہ رب العزت نے ہمیشہ غازیان اسلام مدد فرمائی ہے اور غیبی امداد فرمائی۔ ہم اسلام کے شیدائی ہیں اس کے محبوب ؐ کی امتی ہیں ضرور غیب سے امداد پہنچے گا خدا پر ہمارا بھروسہ ہے یہی ہمارا ایمان ہے۔ اور بھی بہت سی حدیثیں بیان فرمائی۔ پھر کیا تھا ہر ایک مرد مؤمن مجاہد اسلام شوق جہاد اور عشق شہادت کا نشہ لئے ہوئے طبل جنگ اور میدان کارزار میں کود پڑنے کے انتظار میں تھا۔ اب جو طبل پہ چوب پڑنی شروع ہوئی اور فریقین کے نقاروں کی گونج سے تمام جنگل دہل گیا پھر کیا تھا میدان کارزار خوب گرم ہوا کشتوں کے پشتے خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی دن بھر لڑائی جاری رہتی اور شام ہونے تک جنگ بند کردی جاتی اسی طرح مسلسل آٹھ روز تک جنگ جاری رہی۔ اب سلطان بہت پریشان ہوئے اور گھبرا گئے کیونکہ ملک وطن سے ہزاروں میل دور کمک اور راشن کہاں سے حاصل کئے جائیں ایک طرف دریا اور تین طرف دشمنوں نے گھیر رکھا تھا مسلسل آٹھ روز کی جنگ میں ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ مسلمان شہید ہو چکے تھے اب فوج کا صرف چوتھائی حصہ باقی رہ گیا تھا اس روز آپ نے کچھ نہیں کھایا اسی پریشانی کے عالم میں نماز عشاء پڑھی بعد سر سجدے میں رکھ کر خوب روئے۔ اور گھنٹوں روتے رہے اسی عالم میں آپ کو نیند کا غلبہ طاری ہوا تو کیا دیکھتے ہیں پیر مرشد قریب کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ گھبراؤ نہیں فتح اسلام کی ہے فوراً آنکھ کھل گئی۔ آپ حیرت میں تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے اسی فکر میں تھے آپ کو خرقہ مبارک جو خواجہ شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے عنایت فرمایا تھا جس کو آپ ساتھ لیکر آئے تھے فوراً یاد آیا۔ اسی وقت آپ اٹھے غسل کیا بعد حضور شیخ کا خرقہ مبارک زیب تن فرمایا دو رکعت نماز نفل ادا کی بعد سلام کے سر بسجود ہو کر رو کر دعا مانگی کہ خداوندا تیرے

محبوب کے غلام سچے عاشق حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے صدقہ میں اور انکے دیئے ہوئے اس خرقہ مبارک کی برکت سے مجھے فتح نصرت عطا فرما۔ اس طرح دعا مانگئے" زہے خدا کی شان دعا مقبول ہوئی اور آپ کو یقین ہوگیا کہ فتح ہماری ہے صبح نماز بعد آپ نے سب کو جمع کیا تو دیکھتے ہیں مسلسل جنگ اور زخموں سے لوگ سست پڑ گئے ہیں فوراً ایک عظیم خطبہ دیا اور یقین دلایا کہ خدائے بزرگ برتر نے ہمیں غیبی امداد فرمائی ہے اور فتح ونصرت کی بشارت ملی ہے انشاء اللہ آج ہماری فتح ہوکر رہے گی ابتک جتنے مومن شہید ہوئے ہیں ان کی قربانیاں خدا کے حضور میں منقول ہوئیں اب یہ ہماری دشمنان اسلام سے آخری جنگ ہوگی جسکے مقسوم میں درجہ شہادت ہے وہ اس نعمت عظمیٰ سے نوازا جائیگا یا سب فاتح ہند سومنات کہلاؤ جاؤ گے گھبراؤ نہیں خدائے تعالیٰ کی غیبی امداد ہمارے ساتھ ہے وغیرہ وغیرہ بھی کچھ فرما کر بعد ازاں صف آرائی کے لئے حکم جاری کئے اس خطبہ سے غازیان اسلام کے روح میں نئی تازگی اور جوش وخروش پیدا ہوگیا۔ پھر نقارہ بجنے لگے پھر جنگ شروع ہوگئی اس دفعہ غازیان نے سخت حملہ کیا اور دشمنوں کے بڑھتے ہوئے قدم روک دیئے اب جنگ کا یہ نقشہ تھا کہ دونوں فریقین ایک دوسرے میں جا گھسے ایک پہر گذرنے کے بعد یکایک سیاہ آندھی اٹھی اور ہیبتناک گرج پیدا ہوئی اور تاریکی چھا گئی کہ اندھیرے کا یہ عالم تھا کہ ایک دوسرے کی پہچان نہ رہی مخالفین اسلام آپس میں ہی لڑکر ہزاروں کی تعداد میں فی النار ہوئے کئی راجہ مارے گئے اور گرفتار ہوئے یانی جس کا جس طرف منہ ہوا بھاگ نکلے باقی کشتیوں پر سوار ہوکر فرار ہوئے اور بے شمار مارے گئے اور اسی طرح گرفتار ہوئے۔ دوقت ظہر سے پہلے فاتح ہند سلطان سومنات غازی نے فتح کا نقارہ بجوادیا اور جھنڈا اسلام کا قلعہ کی چوٹی پر لہرایا نور اسلام کی برکت سے جہل کفر شرک کی تاریکی دور ہوگئی۔ اس معرکہ میں غازیان اسلام نے وہ جوہر دکھائے اور کارنمایاں کئے ہیں کہ خود سلطان انکی تعریف میں مدح خواں ہیں۔ پھر سلطان مندر میں تشریف لائے چھپن ستون طلائی لعل وزمرد سے جڑے ہوئے اور زر سرخ کے انبار لگے ہوئے خزانہ بے انتہا جواہرات بے بہا۔ تاریخ زین المآثر میں لکھا ہے کہ دراصل یہ بت خانہ تیرہ وتاریک تھا مگر جواہرات قندیل کا کام دے رہے تھے جس سے تمام بت خانہ روشن تھا ہاتھی دانت کی نہایت خوشنما مورت پانچ گز لانبی دو گز زمین میں گڑی ہوئی اور تین گز بالائے زمین سے ایستادہ تھی توڑنا چاہا مہنتوں نے عاجزی کی کہ اسے آپ نہ توڑیں جتنا خزانہ چاہیں لے لیں تو آپ نے فرمایا میں بت فروش نہیں ہوں بت شکن ہوں رہتی دنیا

تک آنے والی نسلیں مجھے بت شکن کہہ کر پکاریں گی۔

یہ کہکر آپ نے ایک گرز ایسا مارا کہ وہ پاش پاش ہوگیا اس کا ٹوٹنا تھا کہ اُس کے اندر لعل و جواہرات بھرے ہوئے تھے تمام جگہ بکھر کر پھیل گئے یہ حال دیکھ کر سب کے سب دنگ و ششدر رہ گئے غرض یہ کہ سب پر قبضہ کر لیا۔ ایک اور منقنا طیس کا بت نہہ خانہ میں تھا زمین کے اوپر چند گز کے فاصلہ پر تھا جو ہوا پر معلق نظر آتا تھا جب ایک طرف کی دیوار توڑی گئی تو وہ بت منہ کے بل گر گیا پھر توڑ دیا گیا۔ اب شام ہو چکی تھی بعد نماز کے کھانا کھایا کہ اتنے میں عشار کا وقت ہو گیا اذان پڑھی گئی نماز ہوئی پھر سب نے خوشی خوشی آرام کیا۔ اسی شب سلطان فاتح ہند سومنات کیا خواب دیکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور فرمایا محمود تم نے فاتح سومنات پر ہمارے خرقہ کو دھبہ لگایا اگر کل جہاں روئے زمین کے حق میں دعا کرتے تو حق تعالے سب کو اسلام میں داخل کرتا۔ غرض یہ کہ بے شمار خزانہ ہاتھ آیا ملک وسیع اور جواہر کی کان زر خالص بہت ہاتھ آیا۔ المختصر حسب صلاح ارا کین سلطنت اس نواح کے شہزادے وابسلیم مرتاض کو ملک نہروالہ و گجرات و سومنات کی حکومت بت پرستی سے انکار اور اطاعت اسلام سے اقرار لیکر اور مناسب خراج سالانہ کے وعدے پر دیدی۔

پھر آپ نے غزنی کی راہ لی۔ روایت ہے جب سلطان سومنات پر جہاد فرما ہوئے تو حق تعالیٰ نے حضرت خواجہ ابو محمد چشتی کو خواب میں جہاد کرنے کا حکم دیا کہ تم اس کی مدد کرو خواجہ صاحب ستر سال کی عمر میں اپنے مریدوں کے ساتھ اس معرکہ میں پہونچے تو بہ نفس نفیس دشمنوں کے مقابلہ میں جہاد کیا۔ ایک روز مخالفین نے ایسا غلبہ کیا کہ لشکر اسلام نے ایک جنگل میں پناہ لی نزدیک تھا کہ شکست ہو جائے۔ خواجہ ابو محمد چشتی کا ایک مرید قصبہ چشت میں مجذوب تھا اس کا نام محمدؒ تھا۔ خواجہ صاحب نے آواز دی فوراً اسی وقت حاضر ہو گئے اور مرشد کے حکم سے اس طرح بیباکانہ حملے کئے کہ دیکھتے ہی دیکھتے لشکر اسلام کو فتح حاصل ہوئی اور دشمن فرار ہوئے۔ مگر اس سے پہلے مجذوب لوگوں نے شہر چشت میں اس طرح دیکھا کہ چٹان پتھروں کی پہاڑ سے اُتار اُتار کر دیواروں سے مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مرشد کے حکم سے سلطان محمود کے ہمراہ جہاد کرتا ہوں جب خدائے تعالیٰ میرے مرشد ابو محمدؒ عارف کابل سے سلطان کی مددگاری کا حکم دیتا ہے تو اس کا کون مقابلہ کر سکتا ہے۔ غرضکہ فاتح سلطان

محمود غازی غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے سید سالار ساہو رحمۃ اللہ علیہ اور سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کی جواں مردی پہ مبارک باد دی اور بہت خوش ہوئے۔ کیونکہ اکثر امراء جلیل القدر بڑے بڑے عہدوں پر جو تھے وہ ان کے عزیز اقربا اور برادر تھے۔ جس ملک پر سلطان نے فوج کشی کی خواجہ سید سالار ساہو کے لشکر نے فتح پائی۔ تاریخ محمودی سے یہ حال لکھا گیا ہے۔

نوٹ :۔ ہر غزواۃ میں لشکر اسلام کے ساتھ اولیاء اللہ ہیں غوث۔ قطب ابدال۔ اقطاب۔ اخیار۔ اوتاد۔ رجال الغیب وغیرہ جیسی پاک ہستیاں ہمیشہ شریک حال رہی ہیں خدائے بزرگ برتر نے ان بزرگوں کی دعاؤں کی برکت مسلمانوں کو دشمنانِ اسلام کی کثیر تعداد پر غالب فرمایا۔ اس غزوہ ہندوستان میں بہت سی معزز ہستیاں سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی مدد کے لئے موجود تھیں بعض بزرگوں نے نفس نفیس جہاد کیا ہے۔

شگفتہ گلشنِ زہرہ کا ہر گلِ تر ہے
کسی میں رنگ علی اور کسی میں بوئے رسول ﷺ

عجب تماشہ ہو میدان حشر میں بیدم
کہ سب ہوں پیش خدا اور میں روبروئے رسول

بیدم محب محبوب میں یاں تفرقہ نہیں
واللہ اولیاء ہیں محبان اولیاء

ڈھونڈھا ہی کریں صدر قیامت کے سپاہی
وہ کس کو ملے جو ترے دامن میں چھپا ہو

مختصر حالات سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید سلطان الشہداء سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی ہدایت مخلوق کے واسطے ظاہراً عالم کثرت میں رہتے تھے مگر باطناً قلزم وحدت میں غرق تھے۔ کیونکہ آپ کی کم سنی اور نوجوانی شبیہ شانِ خدا کا مظہر رکھتی۔ اللہ پاک نے اپنے حبیب پاک کے صدقہ میں آپ کو نعمت ولایت سے سرفراز فرمایا۔ دس سال کی عمر شریف میں یاد الٰہی کا شوق اور شب بیداری کا ذوق پیدا ہوا۔ شجاعت نیزہ بازی و تیر اندازی میں بے مثال تھے۔ بلند ہمتی و سخاوت میں فخر حاتم ایسے کہ جو سامنے آتا کبھی محروم نہ جاتا۔ ہمیشہ باوضو رہا کرتے تھے۔ خدا کی شان و جمال محمدی آپ کے چہرۂ انور سے نمایاں تھے آپ نے اپنے ماموں جان سلطان خواجہ محمود غزنوی فاتح ہند سومنات کے یہاں پرورش پائی ۔

غزوہ سومنات پر جب سلطان محمود بر سر پیکار تھے۔ اس وقت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سید سالار ساہو غازی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تھے۔ ایک دفعہ آپ نے اپنے ماموں جان کی خدمت اقدس میں عرض کی کہ آپ مجھے ہندوستان مشرقی

علاقہ میں تبلیغ اسلام کے لئے اجازت فرما دیں۔ جواب میں سلطان نے فرمایا آپ کا پہلے اپنے والدین کی خدمت میں جائیں چند روز بعد ہم تمہیں بلا لیں گے جتنی ہمیں تمہاری محبت ہے تم خود جانتے ہو۔ ہمیں اس وقت تمہاری جدائی پسند نہیں

دوسرے روز سالار مسعود غازی رح ساتھ لشکر مسلح کے دربار سلطانی میں حاضر ہو۔ آداب خدمت بجا لاکر درخواست رخصت کی چاہی۔ سلطان مسکرائے اور مہربانی کا اظہار کیا۔ مگر غیرت حیدری سلطان الشہدا سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کے دماغ میں ایسا اثر کر گئی تھی کہ وہ مہربانی سلطان کی خاطر میں نہ لائے۔ مکرر درخواست کے لئے التماس کیا۔ مجبور ہو کر سلطان نے خلعت خاص سے سرفراز فرمایا۔ چند عراقی گھوڑے اور دو ہاتھی رحمت فرما کر رخصت کیا مگر فراق کا صدمہ بہت ہوا۔ القصہ خواجہ سید سالار مسعود غازی رح شیر زیاں کی طرح دربار سلطان سے برآمد ہوئے۔ سید خواجہ ابراہیم جو آپ کے استاد تھے ساتھ لے کر شہر کے باہر لشکر کا پڑاؤ ڈالا۔ تمام شہر میں شہرت ہو گئی بے شمار لوگ شہر کے اور قرب جوار کے لوگ جوق در جوق آپ کی فوج میں شامل ہونے لگے۔ تاریخ محمودی میں ہے گیارہ ہزار آدمی جب آپ کے لشکر میں جمع ہو گئے تو کوچ فرمایا۔ مقام غزنی سے چل کر سید سالار مسعود غازی رح کابل ہوتے ہوئے جلال آباد سے کاہلر کے قریب جا پہنچے۔ یہ سفر ۳۰۰ میل سے کچھ زیادہ تھا۔ کئی دریا عبور کیے۔ جب یہ خبر پہلوان لشکر کو ہوئی تو معہ ان کے والدین کے سالار قافلہ سید صاحب) سے ملے بعد ملاقات آپ کی والدہ نے ہر چند سمجھایا کہ آپ ہندوستان کے سفر کا ارادہ چھوڑ دیں۔ اور اگر یہ منظور نہیں تو ہم آپ کے ساتھ چلیں گے آپ نے یہ کہتے ہوئے والدین کو یقین دلایا کہ سفر کی صعوبتیں آپ برداشت کریں میں دیکھ نہیں سکتا۔ ایک سال بعد میں خود آپ کی خدمت اقدس میں حاضری دوں گا انشاء اللہ۔ ناچار مجبور

ہوکر اجازت دے دی والی کاہلر نے بے شمار لشکر اور اسلحہ عطا کیا۔ علاوہ یہاں سے بہت سے لوگ سید سالار قافلہ مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کے لشکر میں جمع ہو گئے آپ کے عزیز اقارب رشتہ دار بھی بے شمار آپ کے ساتھ ہو لئے۔ آپ کے والد بزرگوار نے گھوڑے اور بہت سا اسباب مرحمت فرما کر سینہ سے لگا کر رخصت کیا۔ اور دعائیں دیں دوسرے روز لشکر اسلام نے کوچ کیا۔ راستے کے مصائب جھیلتے ہوئے مشرق کی طرف سفر فرمایا۔ ایک روز فوجیں آراستہ کر کے چند مصاحب کو ہمراہ لے کر شکار کو گئے۔ باز کو ایک جانور پر چھوڑا۔ باز بدخوئی سے ایک درخت پر جا بیٹھا۔ خواجہ سالار مسعود اس درخت کی طرف متوجہ ہوئے جب آپ قریب درخت کے پہنچے گھوڑے سے اتر گئے میر شکار کو فرمایا کہ باز کو پکڑ لو۔ پھر آپ اس درخت کے نیچے مراقبہ میں مشغول ہوئے۔

کچھ دیر بعد آنکھیں کھولدیں دائیں بائیں نگاہ کر کے فرمایا اس درخت کو جڑ سے کھود ڈالو اور اتنا گہرا کھودو کہ پانی نکل جائے۔ جب کنوئیں کی طرح کھودا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اُس میں دفینہ بے تعداد بھرا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خزانہ کو باہر نکالو۔ باہر نکالا تو کئی تودے خزانوں کے نکلے سبحان اللہ۔ اس وقت سلطان الشہداء کی اس کرامت سے تقویت بے حد ہو گئی۔ چند روز وہیں قیام فرمایا۔

تمام ملازمین کی تنخواہ بڑھا دی گئی اور خوب خیرات کئے ملازمان قدیم کو حسب الحکم زر ادا کیا گیا پھر بھی وہ خزانہ جوں کا توں موجود تھا۔ ملک نیک بخت کو حکم دیا کہ اس مال میں سے ہمارے باورچی خانے میں کچھ خرچ نہ کرنا اس سے سلطان الشہداء کی استغنائے دولتِ دنیا سے بے طمعی کا پتہ ملتا ہے آپ کی یہ عادت شریفہ ہمیشہ رہی کہ جب کوئی آپ سے آکر ملتا اُسے کچھ ضرور دے دیا کرتے تھے۔ کوئی خالی نہ جاتا تھا۔ وہاں سے آپ نے

کوچ کا حکم فرمایا۔ راہ میں غریبوں مسافروں محتاجوں کو زر و مال خیرات کئے۔ ہر امیر و غریب فقیر سے اخلاق محمدی کا برتاؤ تھا۔ فیض ظاہری و باطنی سے ہر شخص بہرہ مند ہوتا تھا۔ کلمات سلوک معانی اور نکاتِ توحید ایسے فرماتے کہ سب کو محبت الٰہی کا ذوق و شوق بڑھتا۔ بعد نماز عشاء خود ڈیرہ میں تنہا تشریف لے جاتے عبادت مشاہدہ الٰہی میں محو ہو جاتے۔ سبحان اللہ عجب ذوق و شوق الٰہی تھا اکثر آپ فرماتے تھے کہ خدائے تعالےٰ نے مجھے تبلیغ اسلام کے لئے بھیجا ہے میری یہی تمنا ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ کرتے ہوئے درجہ شہادت حاصل کروں۔

جب آپ نے دریائے سندھ عبور کر لیا تو امیر حسن عرب اور امیر بایزید جعفر کو پانچ سو سوار کے ساتھ شیوپور کے محاصرہ کا حکم فرمایا۔ بعد فتح شیوپور کے دس لاکھ اشرفیاں اور زر و مال اسباب خوب ہاتھ آیا۔ آپ نے خدا کا شکر ادا کیا۔ اور فرمایا یہ ملک ہمیں خدائے تعالےٰ نے اپنی مہربانی سے عطا فرمایا ہے۔ پھر آپ نے ملتان کی راہ لی۔ جب وہاں پہنچے ملتان ویران پڑا تھا اس کو خواجہ سلطان محمود نے فتح کیا تھا۔ ملتان کے قریب ہی اُچ آباد تھا۔ وہاں سے کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے کہ یہ جگہ ہمارے راجہ کی ہے اسے خالی کر دو یہ ہمارے راجہ کا حکم ہے آپ نے فرمایا انگ پال سے کہدو ملک خدا کا ہے بندے کی کیا حقیقت ہے جس کو خدا دے اُس کا ہے۔ خبردار ہوشیار ہم آتے ہیں یہ کہہ کر انہیں خلعت و انعام دے کر رخصت کیا۔ پھر جا کر محاصرہ کیا۔ خوب جنگ ہوئی۔ بہت سے بے دین مارے گئے اسی طرح گرفتار ہوئے باقی فرار ہوئے جن غازیوں نے شہادت پائی نماز جنازہ پڑھا کر دفن کر دیا گیا۔ خوب مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ چار مہینے برسات کے ملتان میں گزار کر اجودھن کو کوچ کیا۔ جس کا دوسرا نام پاک پٹن شریف ہے۔ یہاں حضرت بابا فریدالدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مقدس ہے فیضانِ حق جاری ہے۔

زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔ جس کو سلطان محمود نے ۳۹۹ھ میں فتح کیا تھا۔ روایت ہے۔ سلطان الشہداء حضرت مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ نے پاک پٹن شریف کے علاقہ کے ۹۸۹ قلعے فتح کئے۔ جو راجپوت آپ کے زمانہ میں مسلمان ہوئے وہ بھیو کہلائے۔ کچھ شہر آپ نے بھی آباد کئے۔ ایک عرصہ تک کافی وقت یہیں صرف کیا اور تبلیغ اسلام کی جب آپ کو کامیابی حاصل ہو جاتی تو آپ آگے بڑھ جاتے تھے اور انھیں ساتھیوں میں سے کسی کو وہیں آباد کر جاتے تھے۔ بحوالہ کتاب حیات مسعودی جلد ۸ صفحہ ۲۰۹۔

منقول ہے خواجہ سید الشہداء سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ جب ہندوستان تشریف لائے تھے تو اپنے پانچ رفیقوں کو سلطان محمود ذات ہند ... کی خدمت میں چھوڑ آئے تھے ... تو عہدہ ہائے جلیلہ پر سرفراز تھے۔ میاں رجب خوش تدبیر انتظام جاگیر پہ ممتاز تھے یہ پانچوں سردار کثیر تعداد ... جرار کے ساتھ ہند تشریف لائے۔ منقول ہے اس زمانے میں رائے مہپال دہلی کا راجہ تھا اور اس دبدبے کا تھا کہ جب سلطان محمود اور سالار ساہو نے لاہور دار الاسلام کیا تو دہلی کا رُخ نہیں کیا چھوڑ دیا۔ سلطان الشہداء نے جب قریب دہلی قیام فرمایا تو رائے مہپال نے آپ کے لشکر سے مقابلہ کیا دونوں لشکروں میں خوب جنگ آرائی ہوئی دن بھر لڑائی ہوتی تھی شام کو پڑاؤ پڑ جاتے تے۔ اسی طرح ایک ماہ چند روز ہوگئے

حضرت سید الشہداء نے بارگاہ خداوندی میں فتح کی دعا مانگی۔ دُعا آپ کی مقبول ہوئی۔

ایک روز یکایک شور غل ہوا فوراً ہرکاروں نے خبر دی کہ سلطان السلاطین مہی بختیار و سالار سیف الدین ... الدین عرف میر سید عرب اور ملک دولت شاہ و میاں رجب رحمکم اللہ خواجہ احمد ... حسن سمنیدی کی شرارت سے تنگ آ کر ان پانچوں نے روزگار ترک ... کر غزنی سے لشکر جرار لے کر آئے ہیں۔ ... میں سب

سردار آ پہونچے ملاقات ہوئی دُعا سلام ہوئے آداب بجا لائے بغل گیر ہو کر ملے۔ سلطان الشہدار بہت خوش تھے چہرائے پر انور مسرت کے آثار نمودار تھے چند روز کے لئے جنگ ملتوی کردی۔ چالیس روز بعد دونوں لشکر میدان میں آئے۔ خوب جنگ ہوا۔ رائے گوپال اور رائے مہپال نے موقعہ پاکر سلطان الشہدار پر گرز کا وار کیا وار خالی گیا آپ فوراً سنبھل گئے تھے پھر بھی بینئی مبارک پر زخم آیا دو دندان مبارک شہید ہو گئے۔ لیکن اشرف ملک نے شمشیر علم کر کے راجہ گوپال پر ایسی ماری کہ جہنم رسید کیا۔ حضرت زخم کا خیال بھی نہیں لائے رومال سے باندھ کر پھر اپنی جگہ آ گئے۔ زہے شجاعت خہے جواں مردی اور کیوں نہ ہو آخر آلِ علیؑ ہیں۔

پھر تو بڑی گھنگھور لڑائی ہوئی صفیں کی صفیں لاشوں کی بچھ گئیں۔ اہلِ اسلام سے بھی کچھ لوگوں نے شہادت پائی۔ کفاروں کو زیادہ نقصان ہوا۔ جب دوسرے روز نقارہ جنگ بجا اور جوانان بہادر آمادۂ پیکار ہوئے میر سید اعزالدین صاحب فوج اسلامی کے ہراول جری بہادر تھے دفعتاً ایک تیر گلوئے مبارک میں آکر آپ کے پیوست ہو گیا جس سے آپ شہید ہو گئے ان کی شہادت کی خبر پاکر سلطان الشہدار بے قرار ہو کر گھوڑا دوڑایا پھر تو ہر طرف سے امرا رنامدار اور ترکان بہادر بے تحاشا دشمنوں پر بجلی کی طرح ٹوٹ پڑے کہ دشمن اِس زبردست حملہ کی تاب نہ سکے اور فرار ہو گئے مگر رائے مہپال اور رائے سری پال راجہ چند آدمیوں کے ساتھ رہ گئے ہر چند جوانوں للکارا مگر کوششیں ناکام رہیں۔ یہ دونوں راجہ بھی مارے گئے فتح عظیم حاصل ہوئی تخت دہلی ہاتھ آیا۔ سلطان الشہدار نے تخت پر رونق افروز ہو کر فرمایا کہ میں جہاد تخت کی خاطر نہیں کرتا ہوں میرے اس راز سے خدائے تعالے خوب واقف ہے۔

اس کے بعد آپ نے میر سید اعزالدین شہید کو اور جملہ شہیدوں کو بعد نماز جنازہ کے دفن کیا گیا۔ البتہ حضرت شہید میر سید صاحب کے روضہ کو بلند بنوایا۔

دوسرے روز سید امیر بایزید جعفر صاحب کو تین ہزار سوار دے کر دہلی کی حکومت سپرد کی مزید فرمایا چھ ہزار آدمی جدید یہاں اور ملازم رکھ تو اس کا خیال رہے خلق خدا کی خدمت کے لئے آپ یہاں ہیں چھ ماہ سولہ روز قیام کر کے میرٹھ کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ کے کارنامے سن کر میرٹھ کے راجہ پر دہشت طاری تھی اس لئے ایلچیوں کے ہاتھ تحفہ تحائف بھیجکر عرض کیا کہ ملک آپ کا ہے اور بندہ حاضر ہے۔ مطیع اور فرمابردار ہے۔ آپ نے اس کی عرض درخواست منظور فرمائی سالانہ خراج وصولی کے حکم جاری کئے میرٹھ کے راجہ نے آپ کی اطاعت قبول کر لی۔

ڈاکٹر فوہرڈ کا بیان ہے، گیارویں صدی عیسوی کے اوائل میں برن کے راجہ ہردت نے میرٹھ فتح کر لیا تھا اور یہاں بڑا مضبوط قلعہ بنوایا تھا یہ ہردت ڈوور راجہ وہی ہے برن (بلندشہر) پر حملے کے وقت محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کی اطاعت قبول کر لی تھی اور معہ دس ہزار ساتھیوں کے مذہب اسلام قبول کر لیا تھا۔

ڈاکٹر فوہرڈ یہ بھی لکھتے ہیں کہ خواجہ قطب الدین ایبک نے ۱۱۹۴ء میں سیدالشہدا سالار مسعود غازی رحمتہ اللہ علیہ کی یادگار میں ایک مقبرہ بنوایا تھا جو اب تک میرٹھ کے میدان میں موجود ہے اور وہاں بالے میاں کی نوچندہ کا بڑا ہجوم اب تک ہوتا ہے اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ میرٹھ کی جامع مسجد کو خواجہ محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کے وزیر احمد بن حسن میمندی نے تیار کرائی جس کا ۴۱۰ھ / ۱۰۱۹ء ہے میرٹھ سے چل کر مرأت مسعودی میں درمیانی مقامات کو چھوڑ کر قنوج کا ذکر کیا ہے۔ لیکن حیات مسعودی میں درمیانی مقامات کے واقعات حسب تحقیقات مولف موجود ہیں۔ اس لئے ہم پیش کرتے ہیں۔ میرٹھ سے چلکر قنوج

جانے کے لئے دریائے گنگ حائل ہے۔ گڈھ مکٹیشر جو آج کل ہندوؤں کی تیرتھ کی مشہور جگہ ہے اور بڑا میلہ لگتا ہے یہاں سے دریا پار کر کے ضلع مراد آباد کی تحصیل حسن پور اور اس راستے کے قریب ضلع مراد آباد میں کئی ایک مقامات سالار پور کے نام سے مشہور ہیں اور سنبھل کے قریب نیزے کا میلہ آج تک سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار میں ہوتا ہے۔

سنبھل جس کا پرانا نام سنبھلیشور تھا ہمیشہ سے شیوجی کی پوجا کا مرکز رہا۔ غالباً سید سالار مسعود غازی رح کی کوئی روک ٹوک راجہ سے نہیں ہوئی اس زمانے میں سنبھل دہلی کے تور راجاؤں کے ماتحت تھا۔ سید سالار کو وہاں فتح ہو چکی تھی۔ ملحقہ قصبہ میرٹھ اور بلند شہر پر محمودی فتوحات کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ الغرض اس شاہراہ عام سے گزر کر قصبہ گنور پہنچے اس کا پرانا نام بمن پوری تھا۔ مگر ایک مسلمان بزرگ ولی صفت کے گنور کہلایا جو ملک ایران سے تشریف لائے اور یہاں آباد ہو گئے تھے۔ جن کی برکت سے ان کی یادگار میں گنور کہلایا۔ اس قصبہ میں سالار یادی کے نام سے ایک محلہ ہے۔ اور بزرگ کامل ولی خواجہ تاج الدین ترک کا یہاں مزار اقدس ہے سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں میں بتائے جاتے ہیں۔

سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ نے ۴۲۰ھ / ۱۰۲۹ء میں روندہ گڈھ موجودہ ڈبائی ضلع بلند شہر سے ڈھاکرہ راجپوتوں کو وہاں سے نکالا یہ جگہ قصبہ گنور کے محاذ میں دریائے گنگا کے دوسری طرف اور وہاں سے آٹھ دس میل کے فاصلے پر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گنور کو مستقر بنا کر یا تو سید سالار مسعود غازی رح بذات خود ڈبائی گئے یا اور رو کی مشن تبلیغی وہاں بھیجا۔ گنور سے چل کر شاہراہ عام پر قصبہ سہسوان آتا ہے جو ضلع بدایوں میں ہے۔ یہ پرانی جگہ ہے۔ علاؤالدین خلجی کی بنائی ہوئی مسجد یہاں موجود ہے

اس راستہ پر ایک موضع سالار نگلہ ہے۔ سہسوان کے قریب میں بھی سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں میں سے ایک کامل بزرگ کا مزار بتایا جاتا ہے۔ اب بدایوں پہونچے جس کا پرانا نام بوڑھا میوتا تھا۔ لکھن پور کے کتبے کے مطابق حضرت سید سالار موصوف کے زمانہ میں ایک راٹھور خاندان کی راجدھانی تھی اس سے ۱۰۱۸ئ میں خفیف جنگ ہوکر صلح ہوگئی تھی۔ بدایوں کے قریب موضع لکھن پور ایک خطیرہ میں کہا جاتا ہے۔ کہ یہاں حضرت سید سالار مسعود غازی رح کی انگلی دفن ہے۔ ممکن ہے کہ اس جگہ حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کا قیام رہا ہو۔ یا راجہ بدایوں سے باہر اس خطیرہ کے قرب و جوار میں جنگ ہوئی ہو۔ مقامی روایت کے پرانے ہونے میں کوئی شک نہیں کیونکہ اس موضع میں سید سالار موصوف کے نام سے تھوڑی جائداد بھی وقف ہے جس سے خطیرہ کے خدام فائدہ اٹھاتے ہیں۔

یہاں اسی زمانہ میں سید سالار موصوف کی یادگار میں ایک میلہ بھی ہوتا ہے جس زمانے میں بہرائچ میں ہوتا ہے۔ ایک خطیرہ اس قسم کا اس راستہ پر جو بدایوں سے قنوج کو جاتا ہے موضع گجرائی میں ہے اور یہاں بھی آپ کے نام سے میلہ ہوتا ہے اسی فرخ آباد والی سڑک قصبہ اسیبپ کے قریب تحصیل داتا گنج ضلع بدایوں میں ایک موضع مسعود پور ہے۔ ہم ایک روز اپنی دھن میں وہاں جا پہونچے تو معلوم ہوا کہ پرانی بستی یہاں مسلمان بستی آباد ہے۔ دو چار معمر لوگوں سے دریافت کیا کہ اس کا نام مسعود پور کیوں ہے جواب ملا کہ ہمارے بزرگ خواجہ مسعود غازی بادشاہ کے ساتھ تھے ان کا مزار یہاں ہے۔ فوراً ہمارے دل میں خیال آیا کہ ہو نہ ہو یہ حضور خواجہ [illegible] مسعود غازی کی یادگار ہے۔ ایک یہ بھی روایت ہے کہ سہسوان اور کنور [illegible] دریان گنگا پار کرکے موجودہ ضلع علی گڈھ میں ایک سڑک دادوں ہوتی ہوئی علی گڈھ

کو جاتی ہے اس سڑک کے قریب موضع بھیگم پور سے متصل ایک پرانا قبرستان ہے بتایا جاتا ہے کہ یہ حضرات حضور خواجہ سیدنا مسعود غازی رح کے ساتھیوں میں سے ہیں یہ سب شہید ہیں۔ بدایوں سے چل کر گنگا پار کر کے موجودہ فرخ آباد کا ضلع شروع ہوتا ہے۔ یہاں سے نکلتے ہی شمال ہند کی پرانی راجدھانی کمپلہ شہر جواب اجڑا ہے وہاں سے قائم گنج فرخ آباد ہوتے ہوئے قنوج جا پہونچتے ہیں۔ سید سالار مسعود غازی رح کے زمانے میں قنوج شمالی ہند کا پایۂ تخت تھا اور اگرچہ راجہ جے پال کی شکست اور کمزوری کی وجہ سے چھوٹے چھوٹے راجہ سر اٹھانے لگے تھے جب سلطان الشہدا رح قنوج پہونچے اور لب دریائے گنگ لشکر فرد کش ہوا۔ تو راجہ مع اپنے لڑکے کے نذر لے کر آداب بجا لایا اور عرض کیا کہ ہم حضور کے غلام ہیں۔ ہم پر حضرت سالار ساہو نے یہ احسان بڑا بھاری کیا تھا کہ ہماری سفارش سلطان محمود رح سے کر کے یہ ملک دلوایا تھا۔ یہ سن کر آپ نے راجا کی عزت کی اپنے پاس بٹھایا اور بہت تسلی دی خلعت وجواہرات گراں دیگر فرمایا رعایا کو خوش رکھنا کسی کو شکایت کا موقع نہ دو۔ آپ نے یہ اس لئے فرمایا کہ اس کی حکومت میں کبھی کئی مسلمان آباد تھا۔ پھر آپ نے غلّہ لشکر کے لئے طلب کیا اور ہر طرح کی تسلّی و تشفی کر کے رخصت کیا۔

صاحب حیات مسعودی جو بڑے محقق ہیں لکھتے ہیں کہ قنوج کو مرکز قرار دے کر کئی ایک جگہ فوجی وفد تبلیغ کی غرض سے سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ نے قرب وجوار میں روانہ کئے۔ مثلاً بختیار صاحب کو کانور بھیجا اور جا کر شہید ہو گئے امیر اعزالدین لال پیر کو گوپامو بھیجا۔ ملک فیصل صاحب کو بنارس اور اس کے اطراف میں بھیجا۔ امیر حسن صاحب کو مہوبہ ضلع ہمیرپور بھیجا۔ یہ واضح ہو کہ میر سید اعزالدین

نامی دہلی میں شہید ہو چکے تھے۔ یہ سید عزیز الدین لال پیر و دیگر فوجی افسر تھے جب ۱۲۳۲ء میں سلطان شمس الدین التمش کے زمانے میں جو خواجہ تاج الدین حسین صاحب یہاں کے گورنر ہو کر آئے تو انہوں نے سید عزیز الدین لال پیر کا مقبرہ تعمیر کرایا تھا۔ بعد نواب محمد علی خاں صوبہ دار صاحب نے اس کی مرمت کرائی۔ اس شہر کے ایک محلہ میں سلمان سلطان محمود کے زمانے سے آباد ہیں یہ مسلمان بنارس میں یقیناً سلطان الشہداء سید مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغ کا نتیجہ ہیں۔ ملک فیصل کو بنارس اور اس کے اطراف میں بھیجا تھا۔ پھر آپ قنوج سے سترکھ دس روز میں پہونچے۔ اس زمانے میں شمالی ہند کی طرح یہاں اسلام اچھی طرح نہیں آیا۔ کیونکہ محمود غزنوی قنوج اور باری غالباً موجودہ باری ضلع سیتاپور سے آگے نہیں گئے۔ احمد نیال تگین دو سال بعد آئے۔ اس لئے ان مقامات دین تبلیغ کی اشد ضرورت تھی۔ اس لئے جگہ جگہ اسلامی قومی مشن بھیجے گئے۔ آج کل کی طرح آسان کام نہیں تھا اس وقت حالت جدگانہ تھی اس غرض سے ہر ایک مبلغ کے ساتھ جو بڑا فوجی دستہ ضرور جاتا تھا۔ محمود غزنوی رحمۃ اللہ کے زمانے سے لے کر ۱۰۳۰ء تک شمالی ہند میں جگہ جگہ مسلمانوں کی بستیاں قائم ہو گئی تھیں۔ یہ بستیاں قائم کرنے والے خواجہ محمود غزنوی سید سالار مسعود غازی اور جناب عالی احمد نیال تگین صاحب کے ساتھیوں میں سے تھے یہ حضرات جب ایک مقام سے دوسرے مقام کو روانہ ہوتے تھے تو کچھ مخصوص لوگوں کو اسلام کی تعلیم دینے کے لئے پیچھے چھوڑ جاتے تھے۔ یہ تعینات کئے ہوئے لوگ کہیں تو دستبرد زمانہ سے محفوظ رہ کر ایک عرصہ تک قائم رہے اور نسلیں چلیں۔ یا کہیں وہ شہید کر دئے گئے۔ ایک دن سترکھ میں مظفر خاں نائب اجمیر کے بھیجے ہوئے قاصد میاں عبداللہ اس مضمون عرض داشت لے کر پہونچے کہ رائے دیند پال اور اجے پال اور قرب و جوار اجمیر کے راجاؤں نے بڑی سرکشی کر رکھی ہے۔

دوست محمد سردار فوج کو قلعہ وھند گڑھ میں محصور کر لیا ہے۔ چاروں طرف سے فوجیں جمع ہوتی ہیں۔ اس لئے استدعاً عرض ہے کہ امداد فرمائی جائے۔ پڑھکر آپ نے سید ابراہیم بارہ ہزاری اور اپنے عزیز رشتہ داروں کو مع میر محمد ہاشم و نجم الملک و عین الملک و سراج الملک و نظام الملک فخر الملک و میاں رجب وغیرہ کو جمع کر کے مشورہ کے لئے دربار قائم کیا اور تمام حال سنایا۔ سب سے مشورہ لے کر حکم دیا کہ سید ابراہیم صاحب میرے رشتہ دار بھی ہیں اور اجمیر کے گرد و نواح سے خوب واقف ہیں۔ فوراً لشکر لے کر اجمیر تشریف لے جائیں اور ان تمام راجاؤں کی گوشمالی کریں حکومت پر رونق افروز ہوں اور شریعت محمدی کا رواج دیں۔ حسب الحکم خواجہ سید ابراہیم صاحب بارہ ہزاری بارہ ہزار فوج مسلح اپنے ہمراہ سید بدیع الدین صاحب۔ سید محمود صمد صاحب جناب صمد صاحب اور سید حمید صاحب کو ہمراہ لے کر اجمیر و ہند گڈھ کو روانہ ہو گئے۔ اثنائے راہ میں بمقام جلیر مخالف نے بیس ہزار فوج سے راستہ روکا ہے۔ سید صاحب نے خوب مقابلہ کیا۔ آخر دشمن اسلام کے قدم اکھڑ گئے بہت سے مارے گئے کچھ گرفتار ہوئے باقی بھاگ چھوٹے۔ خوب مال غنیمت ہاتھ آیا جو شہید ہوئے تھے بعد نماز جنازہ سب دفن کر دیا گیا۔ عزیز الدین صاحب بھی شہید ہو گئے۔ ایک روز قیام کر کے ایک خط سید امیر بایزید جعفر صاحب مقیم دہلی کو بغرض مدد سید صاحب نے لکھا۔ دہلی سے امیر موصوف نے دو ہزار سوار مسلح سید صاحب بارہ ہزاری کے پاس روانہ کر دئے۔

سید ابراہیم صاحب وہاں سے کوچ کیا تو راستے میں وہ لشکر اسلام آ ملا۔ آخر ایک دن اجمیر پہنچ گئے تو دیکھا مخالفین نے دو لاکھ سے قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے ہے۔ آپ نے مظفر خاں نائب اجمیر کو اپنی آمد کی خبر بھیجکر رات قیام کیا خود یاد الٰہی میں مشغول رہے اگلے دن صبح فوج کشی کا حکم دیا دفعتہً بہادران اسلام نے فوج مخالفین پر حملہ کر دیا۔ گھمسان کی

لڑائی ہوئی شام ہونے سے پہلے دشمن اسلام کے پاؤں اکھڑ گئے شکست فاش ہوئی بہت سے دشمن مارے گئے اور بھاگ گئے گرفتار بھی ہوئے۔ فوراً آپ نے رب العزت کے حضور میں دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی پھر قلعہ کے اندر تشریف لے گئے تکبیر کے نعروں سے قلعہ گونج اٹھا۔ سب سے ملاقات کی انکے لیے گویا نئی زندگی یا عید کا دن تھا۔ بعد نماز جنازہ شہیدوں کو دفن کر دیا گیا۔ ایک ہفتہ قیام فرماکر تمام قلعہ کو مسمار کرکے راجہ دین دیال جو فرار ہو گیا تھا اس کا پیچھا کیا راجہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ اسلامی لشکر آرہا ہے فوراً مقابلہ کو تیار ہوا مشرق کی طرف ایک تالاب ہے دونوں مقابلہ لشکر ہوئے خوب جنگ ہوئی گویا قیامت برپا ہو گئی۔ دو ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ دس ہزار مخالف معہ دین دیال کے فی النار والسقر ہوئے باقی ماندہ فرار ہو کر برادر دین دیال راجہ تیجپال عرف تیج سنگھ کے قلعہ میں داخل ہو گئے۔ قلعہ بند کرکے توپیں نصب کردیں۔ سید ابراہیم صاحب نے اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ چند روز بعد راجہ نے مجبور ہو کر قلعہ سے باہر آکر حملہ کر دیا۔ دوپہر تک ایسی تلوار چلی اور تیروں کی بارش ہوئی کہ دس ہزار مسلمان شہید ہو گئے کل دشمن جہنم رسید ہوئے مگر راجہ رائے تیجپال چند رفیقوں کے بھاگ نکلا اس جنگ میں سید محمود صاحب اور جناب بدیع الدین صاحب نے بھی شربت شہادت نوش فرمایا۔ جو صاحب جہاں شہید ہوئے وہیں دفن کئے گئے مجاہدین نے تمام قلعہ کو برباد کر دیا قلعہ کے مغربی تالاب پر غازیوں نے ڈیرے نصب کئے میر سرور اس تالاب کا نام رکھا ایک عبادت گاہ بھی تیار کی گئی خواجہ سید ابراہیم صاحب فرمانے لگے مجھے اس جگہ سے بوئے محبت آتی ہے۔ میں چاہتا ہوں اس جگہ اپنے رہنے کے لئے مکان بناؤں۔ یہ فرماکر آپ عبادت میں مشغول ہو گئے باقی آرام میں تھے کہ یکایک رات کو راجہ تیجپال نے ایک ہزار فوج لیکر چڑھ آیا اور شبخون کیا۔ اس مردود لعین نے عین سجدہ معبود میں حضرت خواجہ سید ابراہیم صاحبؒ غازی کو مع برادر حقیقی کے ۱۳ ربیع الاول ۷۱۳ھ شوال المکرم کو شہید کیا۔ اسی وقت تمام فوج میں ہلچل مچ گئی اور فوجیں جلد مسلح ہو کر مقابلہ کیا۔ بہت سے شہید ہوئے۔ حضرت سید حمید الدین صاحب جو خواجہ سید ابراہیم صاحب مرحوم شہید کے خالہ زاد بھائی تھے شہید ہو گئے۔ بعد تجہیز و تکفین کے جاسوسوں نے خبر دی کہ رائے تیجپال موضع تجارہ میں روپوش ہے حضرت حمید الدین صاحب اور جناب حضرت دوست محمد صاحب نے اس موضع کا محاصرہ کر لیا پھر زبردست

حملہ کر کے رائے تیجپال کو گرفتار کر لیا۔ خوب مال غنیمت ہاتھ لگا۔ سید حمید الدین صاحب کے حلقوم میں تیر لگا زخم کاری آیا چار اور سوار شہید ہوئے۔ شہیدوں کو دفن کر کے سید صاحب کو لیکر اور رائے تیجپال کو ساتھ لیکر چلے۔ کہ راہ میں سید حمید الدین صاحب نے انتقال فرمایا۔ دفن کئے گئے۔ آج بھی وہ جگہ کوٹ قاسم کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے بعد حضرت شہید اکبر بارہ ہزاری کے آستانہ پر پھر پہنچے اور چاہا کہ رائے تیجپال کو طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کریں۔ مگر اس نے فوراً ہی اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔ سب حیران تھے۔ شیخ صاحب کو تامل ہوا۔ مزار اقدس پر مراقبہ کیا۔ یہ اس واسطے کہ جو حکم ہو تعمیل کی جائے۔ جواب ملا کہ ہمارا خدا کی راہ میں جان دینے سے یہی مقصد ہے کہ دین محمدی کی ترقی ہو۔ اس کی جان بخشی کر کے اسلام میں داخل کر لو۔ شیخ صاحب نے اس کو مسلمان کیا۔ جلال خاں خانہ زاد نام رکھا۔ اس کے بعد جناب جلال خاں نے نکاح بھی کیا اور اسی ضلع کے زمیندار پر قائم رہے۔ اور شیخ دوست محمد صاحب مع اہل و عیال کے خواجہ سید ابراہیم مرحوم شہید کے آستانہ مبارک پر سکونت اختیار کر لی۔ اس واقعہ کے مفصل حالات سلطان الشہداء کے حضور میں روانہ کئے۔ اس وقت سلطان یادِ الٰہی میں مشغول تھے اور رو رہے تھے۔ تمام سردارانِ فوج یہ حال دیکھ کر حیرت میں تھے۔ اسی وقت سوار پہنچا لفافہ پیش کیا۔ پہلے آپ نے پڑھا خوب روئے پھر وہ لفافہ سب نے پڑھا سب نے افسوس ظاہر کیا۔ سلطان سید صاحب نے فرمایا رات میں نے ایک خواب دیکھا کہ میرے استاد سید ابراہیم صاحب ایک تخت پر بیٹھے ہیں اور میرے انتظار میں ہیں پس میں سمجھ گیا تھا کہ میرے استاد نے جام شہادت پالیا ہے۔ اسکے بعد آپنے صبر فرمایا انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ چند روز درود فاتحہ خوانی کے بعد جگہ جگہ وفد بھیجے گئے تاکہ مذہب اسلام کی اشاعت ہو۔ ان جگہوں میں ضلع لکھنؤ اور بارہ بنکی کے کئی مقامات پر شہیدوں کے مدفون ہونا بتایا جاتا ہے۔ جب سید سالار مسعود غازیؒ ستر کھ میں آئے تو انکی عمر قریب ۱۸ سال کے تھی۔ یہاں شکار خوب تھا چند روز کیلئے آپنے قیام فرمایا شکار میں مصروف رہے۔ ایک روز کڑا مانک پور راجہ کی طرف سے پیغام آیا کہ یہاں اب تک مسلمانوں نے قدم نہیں رکھا ستر کھ تمہارے رہنے کے قابل نہیں ہے۔ یہاں سے چلے جاؤ ورنہ تم کو دقت پیش آئیگی۔ آپنے جواب میں فرمایا۔ خدا جسکو چاہتا ہے ملک دیتا ہے میرا ارادہ یہاں تبلیغ اسلام کرنیکا ہے کڑا کے راجہ دیو نرائن اور مانکپور کے راجہ بھوج پتر جب ان دونوں راجاؤں کا کام دھمکی سے نہ چلا تو انہوں نے یہ چال چلی

کہ زہر آلود ناخن تراش سے ناخن کاٹے۔ تاکہ زہر کے اثر سے کام تمام ہو جائے۔ سید سالار موصوف پر زہر کا اثر ضرور ہوا مگر علاج سے اچھے ہو گئے۔ پھر آپ نے اپنے پدر بزرگوار کو اس واقعہ اور دیگر واقعات کی اطلاع دی۔ جب آپکی والدہ محترمہ نے سنا تو اُن کو سخت صدمہ ہوا جس کی وجہ سے بیمار ہو گئیں اور بالآخر انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت سید سالار ساہو رحمتہ اللہ علیہ کو ایک طرف تو نیک بخت شریک حیات حضرت سیدہ بی بی ستر معلی رحمتہ اللہ علیہا کا غم ہوا دوسری طرف فرزند نیک کا بالآخر آپ اپنے بیٹے سلطان الشہدا حضرت خواجہ مسعود غازی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے آئے سب کو خوشی حاصل ہوئی۔ ایک روز کا واقعہ ہے یہ دونوں بزرگ جنگل شکار کو گئے تھے سالار ساہو تو بغرض نماز ظہر قیام گاہ پہ آ گئے اور سید سالار نے دیکھا کہ ایک بڑا ببر دست شیر درخت کے نیچے غافل بیٹھا ہے۔ سید الشہدا نے اپنا تیز گھوڑا دوڑایا جب نگاہیں چار ہوئیں شیر حملہ آور ہوا فوراً آپ نے شمشیر حیدری اس پر ایسی چلائی کہ شیر کٹ کر زمین پر جا گرا۔ اور غل مچ گیا۔ سالار ساہو فوراً سنتے ہی آ گئے بہت خوش ہوئے خدا کا شکر بجا لائے۔ خوب خیرات صدقے دیئے۔ چند دنوں بعد سید سالار نے سالار سیف الدین کو جو ان کے چچا حضور تھے۔ بہرائچ کی طرف بھیجا۔ اُدھر کڑا مانک پور کے راجاؤں نے لڑائی کی تیاری شروع کر دی پتہ چلا ہے کہ انکے قاصد بہرائچ جاتے تھے۔ دریائے سرجو پر پکڑے گئے خطوط ملے ایک طرف راجگان نواح بہرائچ اور دوسری طرف سے راجگان کڑا مانک پور کہ سید سالار مسعود غازی پر حملہ کر دیں۔ اس قسم کے حالات دستیاب ہوئے۔ چنانچہ اب انہوں نے آپس میں مشورہ کیا۔ صلاح یہ قرار پائی کہ سالار ساہو کڑا مانک پور پر حملہ کریں۔ سالار ساہو کڑا مانک پور کی طرف روانہ ہوئے۔ خدا کے فضل سے کامیاب ہو کر اور ساتھ ہی دونوں راجاؤں کو گرفتار کر لائے۔ اور ستر کھ روانہ کر دیا۔ سلطان الشہدا نے اپنے چچا حضور سید سالار سیف الدین صاحب کے پاس بھیجدیا۔ جب کفاروں کو یہ معلوم ہوا کہ کڑا مانک پور راجاؤں کو قید کر کے یہاں بہرائچ لایا گیا ہے تو انہوں نے ان مجاہدین کو گھیر لیا سالار سیف الدین نے فوری امداد سلطان مسعود غازی سے چاہی۔

جب سید سالار سیف الدین کے سفیر خواجہ سلطان الشہدار کو خبر پہنچائی کہ یہاں بہت گھنا جنگل ہے۔ رسد نہیں ملتا۔ آپ فوراً غلہ بھیجیے اس پر سلطان الشہدار نے مقامی چودھریوں کو جمع کیا۔ جس ضلع بارہ بنکی اور امیٹھی ضلع لکھنؤ کے چودھری بھی شامل تھے ان سے غلہ طلب کیا۔ اوّل غلّہ کی قیمت ادا کی بعد ان سے غلّہ لیا۔ اس رویہ سے آپکی ایمانداری اور انصاف کا بھی پتہ چلتا ہے اسکے کچھ دن بعد سید سالار سیف الدین صاحب کا پھر پیغام آیا کہ یہاں راجاؤں نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا ہے فوراً ہماری مدد کو آئیں۔ اب سلطان صاحب کو بجز اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ خود بہرائچ جائیں، الغرض شعبان ۴۲۳ھ اور جولائی ۱۰۳۱ء میں آپکی عمر شریف اٹھارہ سال کی تھی۔ بہرائچ کو روانہ ہو گئے۔ بہرائچ کے علاقوں میں گھنے جنگل اور بے شمار بستیاں آباد تھیں۔ اسی طرح خودمختار راجہ تھے اگرچہ قنوج کے ماتحت تھے۔ سید سلطان الشہدا کے ساتھ راجہ قنوج کے اچھے برتاؤ کے باوجود ان ماتحت راجاؤں کو جنگ سے نہ روک سکا۔ یا اس نے روکنا نچاہا۔ اس وقت بہرائچ میں بھر قوم کے نام سے بستی آباد تھی جس سے اس شہر کا نام بہرائچ ہوا۔ یہ لوگ ہندوستان کے قدیم باشندگان میں سے ہیں بہرائچ میں سورج کنڈ پر آفتاب کی پرستش کی بہت بڑی جگہ تھی۔ جہاں چاند گہن اور سورج گہن کے روز بھی جاتریوں کا بڑا مجمع ہوتا تھا کیونکہ یہ دن آفتاب سے (اوتار) منسوب ہے۔ انھیں بھر لوگوں بدھ مت کی اشاعت کے لئے بہرج گوتم بدھ نے سہیٹ مہیٹ کو اپنی حیات میں مرکز بنایا تھا۔ جو بدھ مذہب کے آثار آج تک پائے جاتے ہیں۔ مگر چوتھی صدی عیسوی میں بدھ دھرم کا تنزل ہوا۔ تو قدیم ویدک دھرم یعنی برہمنوں کے مذہب کا زور ہوا۔ مگر باوجود اس کوشش اور زور کے وہ بھروں کی پرانی عبادتوں کو نہ مٹا سکے۔ اس لحاظ سے بہرائچ پر سب سے پہلے مسلمانوں کی نگاہ نہیں پڑی۔ بلکہ ان سے پہلے یہاں بدھوں اور برہمنوں کے قلعے بھی رہ چکے ہیں الغرض سید سالار مسعود غازی رح یہاں چند ہی روز رہے کہ کلگ فیروز نے ستر کھ سے خبر بھیجی آپ کے پدر بزرگوار نے کچھ روز بیمار رہ کر انتقال کر گئے۔ آپکو سخت صدمہ ہوا۔ اور سب نے افسوس ظاہر کیا۔ خاصکر ایسے نازک وقت میں جبکہ اُن کو ایک تجربہ کار فوجی سردار کے مشورہ کی سخت ضرورت تھی

مشیت ایزدی سوائے صبر کے کوئی چارہ نہ تھا مگر ہمت صبر و استقلال میں ذرا فرق نہ آیا۔ الغرض ۴۲۳ھ میں وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپکا نسب نامہ مولا علی المشکل الکشا امام الاولیاء المشارق والمغارب اسداللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے۔ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اٹھارہ صاحبزادے تھے۔ ہر ایک محبت الٰہی میں سرشار تھے۔ اور اسلام پر جانثار تھے خصوصاً محمد حنیف صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو خواجۂ عالم پناہ سیدنا عالی امام حسنین علیہم السلام سے عقیدت و خاص محبت تھی۔ جب تک حضرت عباس رضی اللہ عنہ زندہ رہے منافقوں میں سے کسی کو جرأت و ہمت نہ ہوئی۔ ان کے شہید ہو جانے پر سبکو بیحد صدمہ ہوا۔ معرکہ کربلا کے بعد جناب حضرت مختارؓ نے خواجہ محمد حنیف صاحب کی نیابت میں جو جو کارنمایاں کئے ہیں۔ وہ تاریخ میں موجود ہیں۔

سلطان غازیان اسلام حضرت سید محمد حنیف صاحب رضی مجاہد اعظم کو اللہ رب العزت نے آپ کے پاک صلب سے سلطان سید الشہداء مجاہدین اعظم ہند سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کو آفتاب ولایت و ہدایت روشن فرمایا۔ جن کے پائے مبارک کی برکت سے ہندوستان میں نورِ اسلام روشن ہوا۔ آپ لشکر میں بیش قرار تنخواہوں کے ملازم تھے منجملہ ان کے دس آدمی ایک ایک لاکھ روپیہ تنخواہ پاتے تھے۔ اور نو ہزار سواران کے ذاتی ملازم تھے جن کی تنخواہ تیس لاکھ روپیہ سالانہ ہوتی تھی۔ اور ہر پنجشنبہ کو سو اشرفی کی شیرینی پر نیاز حضرت سیدنا قطب الاقطاب امام الاولیاء غوث الاعظم پیران پیر دستگیر شیخ محی الدین جیلانی رضی کی کیا کرتے تھے۔ اسی طرح ہر مہینہ کی گیارہ تاریخ میں درود فاتحہ کیا کرتے تھے اگر ان تاریخوں میں موقع نہ پاتے تو اور تاریخوں میں ضرور ادا فرماتے قومی ہمدردی اس درجہ تھی کہ اپنی قوم میں کسی کو مفلس و محتاج نہ چھوڑا تھا۔ اسی پر فی سبیل اللہ دیگر مصارف کو قیاس کر لینا چاہیئے۔ مختصر یہ کہ جس وقت سلطان الشہداء اس سورج کنڈ کے تہخانہ کی طرف گذرتے تھے۔ تو آپ یوں فرماتے تھے کہ اس زمین سے مجھے وطن کی بو کر یگانگت آتی ہے،

درود و سلام و نیاز



ان لوگوں نے ایک پتھر پر سورج کی تصویر بنا کر وہ پتھر حوض کے کنارے قائم رکھا تھا اور اسے وہ لوگ بالارکھ کے نام سے پکارتے تھے وہ کنڈ تمام کافروں کا قبلہ کہلاتا تھا مشرق و مغرب دُور دُور کے لاکھوں انسان پوجا کرنے کو آتے تھے۔ حضرت سید سلطان الشہدا اس بت پرستش سے متغیر ہو کر بارہا فرماتے تھے کہ میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کفر کی کان کو الگ کر کے اس جگہ خدائے تعالیٰ کی عبادت کیلئے حجرہ بناؤں گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کی یہ بات منظور فرمائی۔

ایک روز آپ نے خواب میں دیکھا کہ پدر بزرگوار دریائے گنگ کے کنارے ڈیرہ نصب کئے ہوئے ہیں اسکے قریب اپنے آپکو پایا۔ جب درمیان پردے کے پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں۔ والدِ محترم درمیان مجلس کے بیٹھے ہیں۔ یہ مجلس شادی کی آراستہ ہے ہر طرف پھولوں کی بہار ہے والدہ محترمہ بی بی ستر معلیٰ پھولوں کا سہرا ہاتھ میں لئے کھڑی ہیں۔ جس وقت مجھ پر نگاہ پڑی فرمایا بیٹا جلد آؤ ہمنے تمہاری شادی کار خیر خانہ آبادی کا سامان کر رکھا ہے جس وقت میں قریب گیا۔ تو وہ پھولوں کا سہرا میرے سر پر باندھ دیا میں بہت خوش تھا۔ ہر طرف سے مبارک بادی کی آوازیں آنے لگیں یکایک لشکر اسلام میں شور و غل ہوا۔ تو جاگ اٹھا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ نماز ظہر کے لئے لوگ وضو کی تیاری میں ہیں اسلئے شور ہے۔ فوراً آپ اٹھے وضو کیا نماز ادا کی۔ بعد نماز مجلس منعقد کی گئی آپ نے اپنا خواب بیان کیا تو ایک کامل بزرگ صاحبِ ولایت عارف کامل اس وقت موجود

پیغام

تھے شکرا کر فرمانے لگے آپ کو مبارک ہو۔ اس خواب کی تعبیر یہ ہے۔ جو شخص ایسا خواب دیکھے جلد شہادت پائے۔ یہ سنکر آپ نے اللہ تعالےٰ کا شکرادا کیا۔ اور فرمایا کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ اور فرمایا مجھے اور میرے دوستوں کو اسداللہ الغالب اور معصوم اماموں کی میراث عطا فرمائے۔ اور اس نعمتِ عظیمہ سے سرفراز فرمایا۔ مجلس برخواست ہوئی دن گزر گیا دوسرے روز بہرائچ کے راجاؤں کا ایلچی پیغام لیکر آیا۔

ہمارا یہاں ایک معتبر تیرتھ استھان ہے لہذا یہ جگہ خالی کر کے فوراً چلے جائیں۔

آپ نے مشورہ کیا کہ عارضی صلح کر لی جائے۔ اور جواب بھیجدیا جائے۔

مگر ان لوگوں نے غازی مسعود رحمۃ اللہ علیہ کے صلح نامہ کو ٹھکرادیا اور کوئی بات طے نہیں ہوئی بالآخر ملک نیک دل کو راجاؤں نے یہ حکم سنایا کہ تمہارے سالار سے کہنا کہ اس جگہ کو چھوڑ کر چلے جائیں۔ ورنہ جب تک جنگ نہ ہوگی معاملہ طے نہ ہوگا۔

نیک دل واپس تشریف لائے اور سب حال کہہ سنایا۔

راجاؤں نے دریائے بجھ کلا کے کنارے اپنا لشکر جمع کرنا شروع کیا اس طرف سید سالار نے اپنے سرداروں سے مشورہ کیا تو سب کی یہی رائے قرار پائی کہ یہاں انتظار کرنے کی بجائے خود ان پر پہلے سے حملہ کر دے چنانچہ سید سالار غازیؒ بعد نمازِ مغرب کے روانہ ہو گئے۔ اوّل سالار سیف الدین کو فوجی دستہ دیکر روانہ کیا۔ راتوں رات سفر طے کر کے علی الصباح مخالفین کے لشکر کے قریب پہونچ گئے۔ اور لشکر کو ترتیب دیکر فوراً حملہ کر دیا۔ گھسان کا رن پڑا۔ جیت ہمیشہ حق پرستوں کی ہوئی ہے خدا کی شان مسلمان مجاہدین کو زبردست فتح حاصل ہوئی۔ کچھ راجہ بھی قید ہوئے۔ دشمن بڑی تعداد میں مارے گئے باقی بھاگ گئے۔ مسلمان بھی بہت شہید ہوئے بعد نمازِ جنازہ

پہلی جنگ

سبکو دفن کر دیا گیا۔ سات روز قیام کر کے آٹھویں روز واپس بہرا یچ چلے آئے۔ پہلی جنگ کی واپسی کے بعد سید سلطان غازی نے سورج کنڈ کے کنارے ایک مہوے کے درخت کے نیچے آرام کیا۔ کیونکہ یہ جگہ آپ کو پسند تھی۔ یہ کیسے معلوم تھا کہ اس جگہ آپ کو حیات ابدی ملے گی۔ اور قیامت تک یہاں آرام فرمائیں گے۔ یہ جگہ آپ نے باغ کے لئے منتخب کی باغ کے لگانے کا حکم جاری کیا صفائی شروع ہو گئی اس کی درستی میں لگے رہے نماز بھی یہیں پڑھنے لگے۔

میاں رجب صاحب نے کہا سرکار۔ اگر حکم ہو تو سورج کنڈ کے بُت بالارکھ کو لوتڑ دیا جائے اس پر آپ نے منع فرمایا کہ ایسا ہرگز نہ کیا جائے۔ اگر مذہب اسلام کی ترویج ہو گئی تو بُت پرستی خود بخود دُور ہو جائے گی۔ کوہ جملہ کے راجگان جوگی داس اور گوبند داس نے ایک ایلچی کے ذریعہ سے سید صاحب کی خدمت میں کچھ تحفے تحائف بھیجے اور کہلا بھیجا کہ ہم ملنا چاہتے ہیں۔ حضرت نے جواب میں فرمایا۔ آپکا یہی ارادہ ہے تو آسکتے ہیں بہتر یہ ہے کہ ایسی تکلیف نہ کریں۔ یقین دلاتا ہوں آپ اپنے ملک میں اطمینان سے رہیں۔ جملہ ایک چھوٹی سی پہاڑی ریاست کوہ کمایوں کے ملحقا ہمالیہ کے سلسلہ میں ہے چھوٹی نسل کے لوگ آباد ہیں اور جن میں بھوٹی جاٹ بھی شامل ہیں۔ یہ ریاست دریائے گھاگرہ یا سارده کی شاخ کالی کے یورپ جانب ہے۔ یہ حصہ کوہ غالباً اب ریاست نیپال کے اُس حصہ میں شامل ہے جو اضلاع بہرائچ اور کھیری کے محاذ میں پہاڑ میں واقع ہے کوہ جملہ کے ایلچی کے آنے کی یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ اس زمانے کے بھوٹی نسل کے لوگ اپنے مذہب میں اتنے پکے ہندو نہ تھے۔ جیسے کہ دامنِ کوہ کے اور میدان کے میدان کے۔ کوہ جملہ ایک زمانے میں ملک تبت کا جزو تھا اور یہاں کے بھوٹی تبت کے بدھ مذہب اور ہندوستان کے ہندو دھرم کے مجموعے کے زیر اثر تھے۔ وہ گورکھوں کی فتح سے محفوظ رہے اسی وجہ سے کمایوں گڈھوال کی طرح

دوسری جنگ عظیم

یہاں ہندو دھرم پوری طرح رائج نہ ہو سکا۔ ان دونوں راجاؤں کا خاندان بھی ایک ہی تھا۔
اس پہلی جنگ میں پانسہ پلٹ جانے سے یہ ضرور اثر ہوا کہ سید سالار صاحب کا سکہ ان لوگوں کے دلوں پر بیٹھنے لگا اکیس ۲۱ راجگانِ ہند کے نام جو سید سلطان الشہداء سے آمادۂ جنگ ہوئے۔
(۱) رائے لائب (۲) رائے سائب (۳) ارجن (۴) بھگلن (۵) گنگ (۶) مکروور (۷) شنکر (۸) کرن (۹) بیربل (۱۰) اجیپال (۱۱) سری پال (۱۲) ہرکرن (۱۳) ہرپال (۱۴) ہرکھو (۱۵) نرہر (۱۶) بجابجر (۱۷) رجودھاری (۱۸) نرائن (۱۹) دلو (۲۰) نرسنگھ (۲۱) کلیان۔ شاید ایسا ہوا ہو کہ ہند کے ان راجاؤں نے فاتح ہند سلطان سبکتگین غازی اور فاتح ہند سومنات سلطان محمود غزنوی رحمکم اللہ تعالیٰ کے قصّے کو یاد کر کے اپنے دلوں میں انتقام کی آگ پیدا کر لی ہو۔ اور یہ خیال کر لیا ہو کہ یہ بہادر مسلمان نوجوان آہستہ آہستہ کہیں ایسا نہ ہو کہ پورے ہمارے ملک پر قبضہ نہ کر لے۔ اور ہندو دھرم ملیا میٹ ہو جائے۔ اگر اب بھی پوری کوشش اور ہمت سے کام نہ لیا تو ہم ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔ اسی خیال اور مشورہ سے ان راجاؤں کا جماؤ ہوا جب

نوٹ :- ہندوستان میں بے شمار غزوات ہوئے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کے عین مطابق جس کسی سلطان نے ہند کے غزوہ میں جب کوئی قلعہ یا علاقہ فتح کیا اور جو قیدی گرفتار ہو کر لائے جاتے تھے کچھ دنوں بعد یا تو ان سے فدیہ لیکر چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اگر ان میں سے کوئی اسلام قبول کر لیتے تو بلا کسی معاوضہ کے رہا کر دیا جاتا اور انھیں فوج میں بھرتی کر کے بڑے بڑے عہدوں پر مقرر کر لئے جاتے اگر کوئی راجہ اطاعت قبول کر لیتے تو انھیں اماں دیدی جاتی۔ تبلیغ کا سلسلہ جاری رہتا۔ فوج میں بھرتی ہر وقت جاری رہی اور معقول تنخواہیں دی جاتی تھیں۔ اس طرح اسلامی لشکر میں لاکھوں کی تعداد میں ہندو بھی شریک رہتے تھے۔

جب جمع ہو گئے تو یہ مشورہ طے پایا کہ محض بہادری اور تعداد فوج سے کام نہیں چلیگا۔ اسکے لئے کئی لاکھوں کی تعداد میں لوہے کی میخیں بنوائی جائیں ہر جگہ میدان میں میلوں دور گاڑ دی جائیں اور قلعہ پہ ہر جگہ توپیں نصب کر دی جائیں۔ تاکہ مسلمان اچھی طرح زخمی ہوں اور خوب مارے جائیں۔ اس راستہ سے ہمارا مقابلہ ہرگز نہیں کر سکیں گے۔ پھر جیت ہماری ہو گی۔ اگر اس طرح نہ کیا تو یاد رکھو جو لڑائیاں ہو چکی ہیں اس کا کیا انجام ہوا کبھی ہم کامیاب نہیں ہوئے۔

سب کو راجہ سہر دیوت کا یہ مشورہ پسند آیا چند ماہ کی تیاریوں کے بعد دوبارہ دریائے بھکلا پر جمع ہونے لگے۔ جب یہ خبر حضور سید سلطان الشہداء رحمۃ اللہ علیہ کو ہوئی تو فوراً آپ نے مشورہ کیا اور خود لشکر کے ساتھ دشمنوں پر حملہ آور ہوئے۔ جب لشکر اسلام آگے بڑھا تو پہلے انھوں نے آتشبازی چھینکی شروع کی بیشمار گھوڑے سوار زخمی ہوئے پھر تو خوب گھمسان کا رن پڑا۔

یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ ہر ذی شعور دانا عاقل انسان یہ بھی تسلیم نہیں کر سکتا کہ ایسے نازک دور میں جبکہ لشکر اسلام کی قلیل تعداد کل دو یا چار لاکھ کے قریب ہو۔ اور انکے مقابلہ میں دشمنوں کا بیشمار لشکر جرار ہو اور تعداد میں تیس ۳۰ لاکھ سے زیادہ ہو کون جانسکتا ہے کہ ایسے نازک حالات میں لشکر اسلام کو فتح حاصل ہو جائے خدا کی قدرت اس بھری دنیا میں علاوہ پیغمبروں کے اللہ رب العزت نے بے شمار اولیاء اللہ پیدا فرمائے ہیں جن کے بے انتہا درجات ہیں ہر ایک کی جداگانہ شان ہے وہ بڑے مرتبے والے انکی روحانی طاقت کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا۔ جنکو خدائے تعالیٰ نے خود نوازا ہو۔ یہ ایک ایسا راز ہے جو سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی نہیں جان سکتا۔ اسی لئے ہم بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ ہم میں وہ بینائی نہیں جو خدا کی درگاہ کے محبوبوں (دوستوں) کے بلند مراتب کو پا سکیں یا اس راز کو سمجھ سکیں۔ ان معصوم مقبول بندوں کی شان میں بدگوئی کرنا یا انھیں حقارت سے دیکھنا بے ایمانی کی دلیل ہے۔ بعض اولیاء اللہ تو انتہا منزل کو پا چکے ہوتے ہیں جو کچھ عوام میں مشہور ہے وہ آجکل کے سائنسی ایجادات کے مطابق کوئی غیر معمولی واقعہ نہیں۔ فرق یہ ہے کہ یہ واقعہ "ٹیلی ویژن" (پردے حائل ہونے اور باوجود رکاوٹوں کے بہت دور سے

دیکھنا) ارفع ہے۔

ٹیلی ویژن کے ذریعے کسی خاص ہستی یا جماعت کو دور دور کے مقامات پر دیکھنے اور دکھانے کیلئے آلات بجلی کی طاقت اور سامان کی ضرورت ہے لاکھوں کیا کروڑوں روپے کی لاگت آتی ہے پھر کا بنتا ہے یا نہیں بھی۔ مثلاً امریکہ، انگلینڈ، یا چین، جاپان وغیرہ میں جلسہ منعقد ہوا۔ اور ہم یہاں اپنے گھروں میں اس جلسہ کی کاروائی دیکھتے بھی اور سنتے بھی ہیں خاص اسی طرح کے جیسے یہ سب کچھ ہمارے گھروں میں ہو رہا ہے۔ یہ اجسام یہ آوازیں ایک دور مقام سے نقل ہو کر ہم تک پہنچتی ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سب کچھ اپنی اشکال میں بلا کسی اشکال کے فضا میں پھیلتی رہتی ہیں۔ جہاں کہیں انکے نظر آنے کا سامان اور امکان ہو، وہاں نمودار ہوتی ہیں۔ لیکن ہمیں قدرت کے اس غیبی نظام کی خبر نہ تھی۔ ہر زمانے میں روحانیت کے عالموں کو پوشیدہ راز اور فنِ کاملین سے نوازا گیا وہ اپنے جسموں کی تو بات ہی کیا۔ اوروں کے جسموں، آوازوں، اور کاموں کو بغیر کسی آواز اور استعمال کے دکھا سکتے ہیں اور سنا سکتے ہیں۔ چاہے یہ فاصلہ کروڑوں میل دور کیوں نہ ہو۔

روایت ہے ایک روز حضور سیدنا خواجۂ عالم شیخ محی الدین روشن ضمیر افضل تزین کرامات قطبِ ربانی محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ اقدس میں خواجۂ عالم پناہ خضر علیہ الصلوٰۃ السّلام تشریف لائے اور فرمانے لگے میری مٹھی میں کیا ہے یہ معلوم کرنا چاہا۔ آپنے تحمل فرمایا بعد سکون کے ارشاد ہوا۔ میں نے بزورِ کشف زمینوں اور آسمانوں میں دیکھا کہ کائنات کی ہر شے اپنی جگہ پُرسکون ہے۔ مگر دیکھتا ہوں سمندر کی ایک مچھلی بہت بے چین ہے جسکا ایک بچہ گم ہو گیا ہے شاید یہی وہ بچہ ہو۔ جو آپکی مٹھی میں ہے۔ جب مٹھی کھولی گئی تو معلوم ہوا آپ کے ہاتھ میں مچھلی کا بچہ موجود ہے۔

امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپکی خدمت شریف میں کچھ تحائف لائے۔ اس وقت آپ مسجد شریف مسجد النبوی میں رونق افروز تھے۔ سفیر آپکی خدمتِ اقدس

ہیں بعد سلام کے کہنے لگے ہمارے بادشاہ نے آپکی پیشِ خدمت یہ تحفے بھیجے ہیں قبول فرمائیں۔ باندیوں کو تو آپ نے ان اصحابوں میں تقسیم کر دی جو ضرورت مند تھے پھر زر و مال کے لئے آپنے حکم فرمایا کہ یہ سب بیت المال میں جمع کیا جائے اس کے بعد آپنے شیشی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کہ یہ کیا ہے وہ کہنے لگے۔ حضور اس میں زہر ہلاہل ہے یہ اس وقت استعمال کریں جب آپکے مقابلے میں کثیر لشکر دشمنوں کا برسر پیکار ہو اس وقت آپ اس شیشی کا منہ دشمنوں کے رُخ کی طرف کھول دینے سے زہر کے اثرات سے تمام دشمن ہلاک ہو جائیں گے۔ یہ سنکر آپ نے تحمل فرمایا پھر شیشی کو اٹھایا اس کا منہ کھولتے ہوئے فرمایا کہ سوائے میرے نفس کے اس دنیا میں اور میرا کون دشمن ہو سکتا ہے یہ کہتے ہوئے فوراً آپنے شیشی کو اپنے حلقوم میں اُنڈیل لیا یعنی پی گئے اور رسالتوں میں مشغول ہوئے۔ وہ سفیر آپکو بیٹھی ہوئی حیرت زدہ نگاہوں سے دیکھنے لگے گھبرا اٹھے اور شرابور ہو گئے وغیرہ۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے ملک شام پہاڑ کے دامن میں غازیان اسلام دشمنوں کے مقابلے میں لڑ رہے تھے اسوقت حضرت ساریہؓ فوج کی کمان کر رہے تھے جمعہ کا دن تھا۔ اچانک دشمنوں پہاڑ کے پیچھے سے آکر اسلامی فوج پہ حملہ کر دینا چاہا عین اسی وقت مدینہ شریف مسجد النبویؐ میں سیدنا فاروق اعظم امیرالمومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممبر شریف پہ خطبہ فرما رہے تھے دوران خطبہ آپنے دیکھا مسلمان دشمنوں کے مقابلے میں ڈٹے ہوئے ہیں پیچھے سے اچانک حملہ ہو جانے کی کوئی خبر نہیں تھی کہ اپنے دوران خطبہ فرمایا یاساریۃ الجبل تین مرتبہ فرمایا اے ساریہ پیچھے دیکھو پہاڑ پہ دشمن حملہ آور ہے وہاں ملک شام میں حضرت ساریہؓ نے پہلی بار جب امیرالمومنین کی آواز سنی تو پہچان گئے مگر حیرت تو یہ تھی کہ امیر المومنین مدینہ شریف میں ہیں اسی عالم میں دوسری بار آواز سنائی دی اے ساریہ پیچھے دیکھو دشمن آپہونچا وہاں حضرت ساریہ آواز سنکر پریشان تھے تیسری دفعہ جب پھر وہی آواز سنی تو فوراً آپنے معلوم کرنے کے لئے کچھ جوان پہاڑ پر دوڑائے تو معلوم ہوا دشمن قریب پہنچ چکا ہے فوراً آدھا لشکر اس طرف دشمنوں کے مقابلے میں بھیجدیا شام

ہونے سے پہلے ہی مسلمانوں کو زبردست فتح نصرت حاصل ہوئی۔ بہت دشمن مارے گئے باقی فرار ہوئے۔ اور مالِ غنیمت ہاتھ لگا بعد فراغت غزوہ کے سالار قافلہ نے مفصل حالات اور اس طرح غیبی آواز کا سننا اور فتح حاصل ہونا تحریر میں لائے اور مدینہ منورہ امیر المومنین سیدنا عمر فاروق اعظمؓ کی خدمت شریف میں بھجدیئے

نوٹ :- مدینہ شریف سے ملکِ شام دو ہزار میل کے فاصلہ پر ہے۔

حضرت بلقیس بانو رضی اللہ عنہا کے تخت مبارک کو حضرت آصف بن برخیا نے چشم زدن میں ہزاروں میل کے فاصلے سے حضرت خواجہ سلیمان علیہ السلام کے روبرو لایا گیا۔ اسی طرح یکایک بارش کا ہو جانا۔ یا چاند کا شق ہو جانا یا ہوا سورج کا دوبارہ پلٹ آنا زمین کا شق ہو جانا۔ بارہ برس کی ڈوبی ہوئی کشتی مع بارات کے دوبارہ زندہ ہو کر پلٹ آنا۔ کوڑھی اور اپاہج لوگوں کو زندگی بخش دینا۔ مُردوں کا دوبارہ زندہ ہو جانا۔ پوشیدہ خزانوں کا بتلانا۔ بیماروں کا شفا پانا۔ خشک میدانوں میں اور پہاڑوں کی بلندیوں پہ جہاں کسی کو یہ گمان نہیں ہو سکتا ہو وہاں پانی کا چشمہ اُبل پڑنا۔ اس قسم کے سیکڑوں بلکہ کروڑہا اور لاتعداد واقعات رونما ہوئے یہ سب خدائے بزرگ برتر کے شایانِ شان ہے جو اولیاء اللہ کی ذات بابرکات سے ظہور میں آتے ہیں۔ اسی طرح رہتی دنیا تک اولیائے کاملین سے خلق مخلوق مستفید ہوتی رہے گی۔

ٹیلی ویژن کا عکس ہر جگہ ایک ہی حالت میں دکھائی دیتا ہے مگر اولیاء اللہ کا عکس (جسم مکتسبہ) اگرچہ اصل جسم ہی نظر آتا ہے لیکن یہ مختلف کام بھی کر سکتا ہے۔ اگر ایک سے زیادہ عکس ہوں تو وہ مختلف مقاموں پر مختلف کام اور مختلف کلام کرتے ہیں۔ نہ معلوم سائنس کبھی اس مقام پر بھی پہنچے گا یا نہیں، ہرگز نہیں۔



آخری لڑائی اور شہادت

یہ خدا کی قدرت تھی کہ مردانِ جانثارِ اسلام اس ناگہانی مصیبت کے باوجود سینہ سپر ہو کر میدانِ کارزار میں اس وقت تک ثابت قدم رہے جبکہ ایک ایک خون کا قطرہ انکی رگوں میں موجود رہا۔ یہ اسلام کی تعلیم کی برکت تھی کہ اور بزرگوں کی دُعا تھی۔ کیوں نہ ہو جبکہ سپہ سالار اللہ کے ولی ہو جو نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی روشنی لئے سر پہ کفن باندھے اسلامی جھنڈا لئے اور ایک ہاتھ میں ذوالفقارِ حیدری شمشیر برہنا لئے ہوئے کفر و شرک کے مقابلہ صفِ اوّل میں خیمہ زن ہو کر صالح انقلاب برپا کر دیا۔ آپ نے سب سے پہلے لشکرِ اسلام کو ایسی تشکیل دی جو باطل نظام کے مقابلے میں دین کا آہنی قلعہ ثابت ہو گئے۔

باوجود نقصان کے آخر فتح نصرت و کامرانی کا سہرا غازیانِ اسلام کے سر رہا۔ زبردست کامیابی حاصل ہوئی مگر لشکرِ اسلام سے مجاہدین کا ایک تہائی حصہ کام آچکا تھا۔

چند مہینوں کے بعد پھر دوبارہ راجاؤں نے لڑائی پر کمر باندھی بدلہ لینے کی نیت سے فیصلہ کن جنگ پر آمادہ ہو گئے حالانکہ اس فتح یابی کی خبریں دور دراز ملکوں میں ہوا کی طرح پھیل گئی تھی پورے ملک کے راجاؤں نے شرکت کیلئے وعدے کئے اور وہ دن آیا سرحدِ نیپال سے دریائے گھاگرہ تک فوجیں جمع ہونے لگیں۔ اس اجتماعِ عظیم کی خبریں سید الشہداء صاحب کو پہونچی تو آپنے تمام سرداروں کو جمع کیا۔ بعدِ حمد ثنا کے عظیم خطبہ فرمایا کہ واقعی اسلام کے آپ وفادار ہیں حق پرست ہیں۔ ہمیشہ فتح نصرت نے حق پرستوں کے قدم چومے ہیں آپ وہ ہیں کہ غیر علاقہ میں رہ کر حق صداقت کا ساتھ نہیں چھوڑا اگر یہ ضرور کہونگا کہ اس وقت ہمارے پاس فوج سپاہ خوب تھا اب یہ حالت ہے کہ ہماری فوج کام آچکی ہے جو مجاہدین حق کے نام پر قربان ہوئے وہ درجۂ شہادت پا گئے میں نہیں چاہتا کہ آپکو اس ناگہانی مصیبت میں ڈالدوں ایسی حالت میں خوشی سے آپکو اجازت دیتا ہوں۔

جس کسی کو وطن واپس جانا ہو جتنا چاہیں خزانہ سے مال و اسباب لیکر چلے جائیں۔ اور تمام خزانہ تقسیم کر دیا مگر آپ کے ساتھیوں نے آپکا ساتھ نہیں چھوڑا۔ بلکہ عہد کیا کہ ہم حق کے نام پر اپنا خون بہا دیں گے۔

بالآخر مستعد ہو گئے۔ چند دن گذر رہے کہ طبل جنگ بجنے لگا۔

مجاہدین نشۂ شہادت میں دشمنوں کے مقابلے کو روانہ ہوئے۔ صفیں آراستہ کی گئیں غازیان سپہ سالار خواجہ سید صاحب بذات خود قلب لشکر میں رہے۔ لڑائی شروع ہوگئی۔ کئی دن تک جنگ جاری رہی۔ حضرت سید نصر اللہ رح بہرائچ سے بارہ میل دور موضع ڈکولی میں شہید ہو گئے آپ بڑے بہادر افسر تھے۔ آج بھی وہیں آپکا مزار انور فیضان زیارت گاہ خلائق ہے حضرت رجب صاحب سالار لڑتے لڑتے بہرائچ سے چار میل دور موضع یوسف جوت میں شہید ہو گئے۔ آج بھی ہٹیلہ پیر کے نام سے مشہور ہیں۔ جب فوج کا بڑا حصہ کام آچکا اور فوج کے جانباز افسر شہید ہو گئے عین لڑائی میں سالار سیف الدین صاحب نے دیکھا کہ دشمن بڑھتے ہوئے۔ خواجہ سید الشہداء سالار مسعود غازی رح کے قریب پہونچ چکا ہے فوراً ایک جماعت مجاہدین کی مدد سے ایسا حملہ کیا کہ دشمن مقابلہ پر نہ ٹھہر سکے بھاگتے ہوئے نظر آئے دور جا کر تیر برسانے لگے اس وقت یہ عالم تھا کہ مسلمان مجاہد جہاں کھڑے ہیں۔ لڑ رہے ہیں جام شہادت کیلئے بے تاب ہیں مجاہدین کے سرخ لباس میں زخموں نے شہادت دی کہ ان توحید کے متوالے پرستوں نے ایسا نشہ حاصل کیا ہے نہ خود و ملک کی خبر ہے نہ اپنوں کی۔

حضرت سالار سیف الدین صاحب نے جب شہادت پائی اور یہ خبر سید سالار مسعود غازی رح کو ہوئی تو آپنے صبر شکر سے کام لیا۔ شام ہونے کے سبب لڑائی رک گئی تھی لوگ مقتولین کے دفن کرنے میں مصروف ہوئے ۱۴ رجب ۴۲۴ھ کو پھر ہنگامہ ہوا محشر بپا ہوگیا نیزے تلواریں چلنے لگیں تیروں کی بوچھار ہونے لگی جس سے طرفین کا صفایا ہو جاتا تھا جب حضور خواجہ سید صاحب سالار کے قریب جانثار شہید ہو گئے آپ گھوڑے پر سوار جنگ میں مصروف ہدایات فرماتے ہوئے بڑھ رہے تھے کہ یکایک ایک شقی ازلی نے موقع پاکر چھپتا ہوا آپکے قریب جا پہونچا اس بد نہاد نے تلوار کا وار کیا وار خالی گیا اور دور جا کر ا پھر سنبھل کر آپکی شہ رگ مبارک کو تیر کا نشانہ بنایا۔ خون کا فوارہ ابل پڑا آپ کا جسم اطہر لہو سے پر نور ہو گیا جب گھوڑے سواری کی تاب نہ رہی عین اسی وقت آپکے جانثاروں میں ایک عاشق صادق

صوفی فقیر سکندر شاہ دیوانے لپک کر فوراً آپکو تھام لیا اور گھوڑے سے لے چلے تالاب سورج کنڈ کے کنارے مہوے کے درخت کے نیچے اپنے زانو پر آپکا سر مبارک رکھکر بیساختہ رونے لگے چند قطرے روئے مبارک پر گرنے سے آپ نے آنکھیں کھولدیں تبسم فرمایا اسی عالم میں کلمہ شریف پڑھا مابین عصر ومغرب ۱۴ ار رجب المرجب ۴۲۴ھ یوم یکشنبہ کو معبود حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت صوفی فقیر سکندر شاہ دیوانہ یہ ایک مست فقیر ہوئے ہیں۔ ہر وقت سر و پا برہنہ رہتے تھے۔ حضور خواجہ سید الشہداء کے سچے عاشق تھے لکڑی ہاتھ میں لئے ہوئے ہمیشہ سرکار سید الشہداء فی حقیقی نوری رحمۃ اللہ علیہ کے جلو میں پیدل چلتے تھے بے ریا محبت کے باعث جو انھیں سید صاحب سے عقیدت تھی اور قرب حاصل تھا۔ تمام امراء اور مصاحبین انھیں نہایت ہی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے آپ سلسلہ عالیہ حضرت سلطان ابراہیم بلخی رض سے مرید تھے۔ جب آپ خواجہ سید الشہداء سلطان مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کے سر مبارک کو اپنے زانوں پر لئے ہوئے تھے کہ دشمنوں نے تیروں سے آپکو بھی شہید کر دیا سید الشہداء کے بائیں پہلو میں دفن کیئے گئے۔ اور اب گنبد کی دیوار کے نیچے آپکا مزار آگیا ہے جہاں دروازہ بن گیا ہے۔

آپ کے شہید ہو جانے سے آپکے رفقا کی ہمتیں ٹوٹ گئی تھیں۔ پھر بھی لڑتے رہے تھے چونکہ اب شام ہو گئی تھی اندھیرا ہو جانے سے لڑائی تھم گئی یہ بھی اپنے خیموں میں آتے ضرورت کا سامان لیا رات کی میں جسکا جس طرف منہ ہوا اسوا اختیار کیا۔

سید الشہداء رح .... طاہر کے قریب سوائے فرشتوں کے کوئی متنفس نہ تھا۔ مخالفین چھوٹ چھات کے خیال سے میدان چھوڑ گئے۔ آپکا گھوڑا تیروں کے زخموں سے راہیٔ ملک عدم ہوا۔ آپ کا ایک کتا، سگ سنگھل، واقعی سگ ثانی اصحاب کہف تھا۔ رات بھر نگرانی کرتا رہا گیدڑوں کی آواز پر دوڑتا اور بھگا دیتا۔ صبح دم اعدا کے تیروں کا نشانہ ہو گیا۔ جو مجاہد زخمی بے ہوش تھے ہوش آنے پر رات کو بمشکل بہرائچ سالار سید امیر ابراہیم صاحب رح تک جا پہنچے۔ جنکو سید الشہداء سید سلطان مسعود غازی فی حقیقی نوری رحمۃ اللہ علیہ

نے کیمپ میں بحفاظت اسباب کیلئے چھوڑ گئے تھے۔ خبر ناگہانی پاتے فقہ بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو خوب
روئے تمام عزیزوں کو جمع کیا سب حال بیان فرمایا اگر تم لوگ ہمارا ساتھ دیتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ سبکو
خدا کے سپرد کئے جاتا ہوں اور اپنا گھوڑا طلب کیا۔ سب پر حیرت طاری تھی۔ کہا ہم سب آپکے ساتھ ہیں اور وعدہ
کرتے ہیں مگر رات کو کہاں جنگل میں جائیں۔ علی الصباح جہاد کر کے اسلام پر قربان ہو جائیں گے۔ رات گریہ
وزاری میں گزری۔ رات کے اخیر حصہ میں جب سید صاحب کو غلبہ نیند طاری ہوا تو کیا دیکھتے ہیں ایک
بلند جگہ جنت کے پھولوں کی طرح سجی ہے آب وہوا نہایت خوشگوار ہے اس میں تمام شہدا نفیس لباس
پہنے ہوئے خنداں ونثاراں حلقہ کئے ہوئے بیٹھے ہوئے ہیں درمیان میں مرصّع ومکلّل تخت بچھا ہوا ہے
جس پر سید سلطان الشہدا خواجہ مسعود غازی فی حقیقی نوری سرخ لباس پہنے رونق افروز ہیں کچھ فرما
رہے ہیں سید ابراہیم صاحب نے ہر چند چاہا کہ سرکار کی حضور میں حاضری دوں مگر کثیر تعداد کے سبب
قریب جانا نصیب نہ ہوا۔ مجبور ہو کر آواز دی۔ سرکار غلام حاضر ہونا چاہتا ہے آواز سنکر حضرت نے فرمایا
ابھی تم اس مجلس کے قابل نہیں کل انشاء اللہ تعالیٰ اس پاک مجلس میں داخل کر لئے جاؤ گے۔ یہ
کہکر اٹھے اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے کہیں جانے کا قصد فرمایا۔ سید ابراہیم صاحب بے تحاشہ بھاگے اور
عرض کیا غلام کیلئے کیا حکم ہے جواب میں فرمایا جو ہمارا ظاہری باغ ہے اسمیں مہوے کے درخت کے نیچے ہمارا جنازہ
ہے دفن کیا جائے اور ہمارا دیوانہ فقیر سکندر شاہ کو بائیں پہلو میں دفن کر دینا اسی طرح تمام شہیدوں کو
سورج کنڈ میں ڈال کر مٹی ڈالدی جائے وغیرہ ہدایات فرمائے یکایک آنکھ کھل گئی۔ چونکہ آپ عالم
باطن کی سیر کر چکے تھے۔ اب اس عالم میں آپ کا رہنا دشوار تھا فوراً اٹھے غسل کرا پاک لباس زیب تن فرمایا
اپنے ہمراہیوں کو ساتھ لیکر شہادت گاہ میں پہونچے سب سے پہلے حضور خواجہ سلطان سید الشہدا کو بموجب ارشاد
عالیہ سپرد خاک فرمایا آپکے برابر بائیں پہلو میں مستان فقیر سکندر شاہ دیوانہ کو دفن کیا۔ بعد قریب کے شہدا کو
کو مدفون کیا گیا۔ آپکی گھوڑی اور کتے کو بھی دفن کر دیا گیا۔ اسکے بعد دور دراز کے بے شمار شہیدوں کو
سورج کنڈ میں ڈالکر مٹی ڈلوادی گئی۔ اسی تاریخ سے وہ تمام مقامات جہاں جنگ ہوئی اور شہدا دفنائے

گئے وہ جگہ نورِ اسلام سے منور بقعۂ نور بن گئی۔ بلا امتیاز مذہب و ملت وہ جگہ فیضانِ عام ہو گئی۔ جسوقت ان جملہ امور سے فراغت پائی ادھر اعدا کو خبر لگی کہ پھر لشکرِ اسلام بدستور آمادۂ جنگ ہے راجہ سہر دیو خونخوار سانپ کی طرح بل کھاتا ہوا فوج کے ساتھ میدانِ جنگ میں آموجود ہوا۔ سید ابراہیم صاحب رضؓ ایک قبر اپنے لئے متصل فقیر مستان سکندر شاہ کے بنوائی ساتھیوں کو وصیت فرمائی کہ مجھے اس قبر میں دفن کر دینا اور مخالفین کے مقابلے میں پہنچے گمسان کی جنگ ہوئی۔ سید ابراہیم صاحب نے موقع پاکر گھوڑا دوڑایا سہر دیو کے مقابل پہنچ گئے کچھ ساتھی آپکے ہمراہ تھے سید صاحب نے ایسا تلوار کا وار کیا کہ وہ سنبھل نہ سکا تلوار نے اپنا کام کیا سر تن سے جدا ہو کر دُور جاکر گرا چونکہ آپ دشمنوں سے گھرے ہوئے تھے لڑتے لڑتے آپ بھی شہید ہو گئے ایک جوان نے بڑھکر فوراً آپ کو تھام لیا بڑی تیزی سے دشمنوں کے نرغے سے نکال لائے اور چند ساتھیوں نے ملکر آپ کو اسی قبر شریف میں دفن کر دیا۔ شام ہونے تک تمام ساتھی بھی شہید ہو گئے مخالفین بھی لاتعداد مارے گئے تھے جنگ بند ہو گئی۔

اب یہاں حالات اس طرح لئے جاتے ہیں کہ جو مجاہد زخمی ہو گئے تھے چند ماہ کے بعد تندرست ہو گئے۔ کچھ حضرات تو آستانۂ مبارک پر جاروب کشی پہ معمور ہوئے بقیہ نے ہجرت فرمائی جسنے جہاں چاہا سکونت اختیار کرلی۔ کچھ تو شہید کر دیئے گئے بعضوں نے ایک مدت بعد انتقال کیا اور بعضوں کی نسلیں بھی چلی ہیں۔ تمام ملک ہند آپکے فیضان ظاہری و باطنی سے مالامال ہے۔ سلطان الشہداء خواجہ مسعود غازی فاتح ہند حقیقی نوری رحمۃ اللہ علیہ ۴۰۵ھ مقام اجمیر شریف میں پیدا ہوئے اور ۴۲۴ھ میں شہادت پائی۔ آپکے ہندوستان کے کل محاربات میں پانچ کروڑ بادن لاکھ پچھتر ہزار سات سو ستانوے ۵۵۲۷۵۷۹۷ مشرکین مقتول ہوئے۔ واللہ اعلم اور اسی طرح بمشرف اسلام ہوتے۔

حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا خواجہ امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آپکے حکم سے بحرِ عرب و بحرِ ہند کو عبور کر کے سراندیپ پہنچے۔ وہاں کے راجہ نے فوج کیساتھ اسلام پر حملہ کیا گمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر اسلام کی فتح ہوئی راجہ لندھور بن سادان بمع رعایا کے اسلام میں داخل ہوئے آپ فاتح ہند سراندیپ کہلائے۔ اسطرح وہاں اسلام روشن ہوا

وجہ آمد حضرت امام سید ابو صالح محمد قدس سرہٗ از شہر مشہد ملک ایران

بعد شہادت سلطان الشہداء حضرت خواجہ سید مسعود غازی فی حقیقی لنوری فاتح ہند رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اکثر عزیز و اقربا دوست برادر اور آپکے استاد گرامی اولالعزم شہید ہو چکے مگر زیادہ تر مجاہدین شہید ہوئے تھے گویا لشکر اسلام تمام کام آچکا تھا ہندوستان کے کونہ کونہ میں شمع لنور محمدی سے اسلام روشن ہو چکا تھا۔ اوّل ہندوستان کے غزوں میں محمد بن قاسم رضی اللہ عنہہ نے شمع لنور ہدایت روشن کر کے فاتح سندھ کہلائے۔

سلطان سبکتگین پہلوان غازی رحمۃ اللہ علیہ غزنی سے لاہور تک لنور اسلام کی روشنی پھیلا کر فاتح لاہور ثابت ہوئے آپ نے بےشمار فتوحات کئے۔

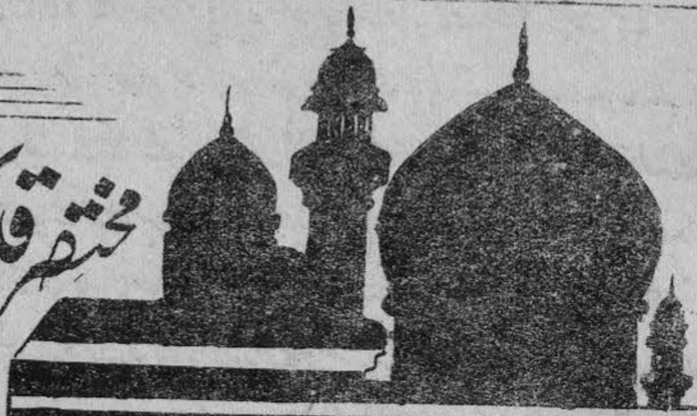
حضرت خواجہ سلطان محمود بن سلطان سبکتگین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہند کے غزوہ میں متعدد حملہ کئے۔ کشمیر بھی تشریف لے گئے وہاں آپ نے بےشمار فتوحات حاصل کی لاہور کو آپنے دارالسلطنت بنایا۔ جامع مسجد اور مدرسہ عالی شان قائم کیا ہر علم کا کتب خانہ مہیا کیا۔ علاوہ اور علوم کے اسلامی تعلیمات کیلئے علمائے دین کو مقرر فرمایا۔ قنوج، متھرا، مہابن، میرٹھ، اجمیر وغیرہ آپکے فتوحات میں شامل ہیں۔ آپ فاتح ہند سومنات بت شکن کہلائے۔

غزوات اور فتوحات کی برکت سے پورے ملک ہندوستان میں اسلام روشن ہو چکا تھا۔ بعد شہادت سلطان سید مسعود غازی اجمیری غزنوی فی لنوری فاتح ہند رحمۃ اللہ علیہ کے ایک صدی تک پھر کسی سلطان ملک ہندوستان پر غزوہ نہیں کیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا چند سال بعد مسلمانوں پر ظلم ڈھائے جانے لگے۔ ہندوستان کے دور حکومت راجپوتوں کے زمانہ میں جب سکھوں اور برہمنوں وغیرہ کا زور ہوا۔ تو وہ لوگ اکثر دیہاتوں میں دورہ کیا کرتے اہل اسلام میں سے جس کسی کو پاتے شہید کر ڈالتے تھے اور مال و زر لوٹ لیتے بعض مسلمان انکے خوف سے گاؤں خالی کر کے کسی محفوظ جگہ پناہ گزیں ہو جاتے۔ تو وہ لوگ انکے مکان مال و اسباب پر قبضہ کر لیتے یا جلا ڈالتے تھے اس طرح ستائے جانے لگے جب حسد نے زور پکڑا الور راجاؤں نے بھی ظلم ڈھائے

کم وبیش پورے ملک میں مسلمان آباد تھے بعد فتح دہلی کے سلطان صاحب نے رشد و ہدایت کیلئے خواجہ شاہ سید جمال الدین انور کنیت سید امیر بانیرہ سید جعفر صاحب غازی جو اسلامی لشکر کے سرداروں میں سے تھے آپکو اپنا نائب مقرر فرما کر خود قنوج تشریف لے گئے تھے۔ یہ بزرگ خُلق محمدی کا سچا نمونہ تھے آلِ رسول تھے۔ علم فضل میں کمال حاصل تھا جو اسلامی حیات کیلئے ہر دم کمر بستہ اور سر گرم رہتے تھے۔ اہل اسلام کو رشد و ہدایت فرماتے اپنی ذات سے چشمۂ اسلامی کا فیض جاری تھا۔ مخلوق الٰہی پر نہایت شفقت اور مہربانی سے پیش آتے تھے۔ تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ آپ اکثر دنکو روزہ سے رہتے۔ اور رات کو ہمیشہ یاد الٰہی میں گذارتے تھے۔ یہاں آپ نے شادی کر لی جن سے دو صاحبزادے پیدا ہوئے اور ایک صاحبزادی بی حقیقی نوری پیدا ہوئی تھیں کہ چند دنوں بعد معصوم سیدہ بی بی گوہر فاطمہ بی نوری کی والدہ مکرمہ نے چند روز سخت بیمار رہکر اس دنیائے فانی سے کوچ فرمایا۔ جب کفر و شرک نے زور پکڑا کیونکہ ہر ایک راجہ اور اہل ہنود کے دل و دماغ میں انتقامی جوش تھا تو دہلی میں بھی مسلمانوں کی زندگی تنگ ہوگئی تھی۔ بہتوں کو شہید کر دیا گیا۔ بعضوں نے ایک ایک کر کے سفر اختیار کیا۔ جنکو جہاں موقع ملا سکونت اختیار کر لی۔

جب خواجہ سید شاہ جمال الدین انوری غازی رحمۃ اللہ علیہ کا دہلی میں دشوار کر دیا تو آپ نے بھی مجبور ہو کر تخت و تاج چھوڑ کر فقیری اختیار کر لی اور سفر فرمایا۔ کابیر کی حدود میں آ کر کسی چھوٹی بستی میں آباد ہو گئے تھے۔ بعض مورخین کا بیان ہے سیدہ بی بی گوہر فاطمہ بی نوری آپکے والدین اس بستی میں آباد ہونے کے چند سال بعد پیدا ہوئیں۔ یہ صحیح معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم۔

بہر حال معصوم سیدہ نے والدہ کے انتقال کے بعد والد بزرگوار اور بھائیوں کی گود میں پرورش پائی خواجہ سید صاحب رات دن اکثر یاد الٰہی میں گزارتے ولی کامل فقیہ تھے۔ فیض کا یہ عالم تھا کوئی کسی قسم کا بیمار کیوں نہ ہو اگر آپکے پاس آتے تو آپ ان کے حق میں دُعا فرماتے خدا کی قدرت آپکی دُعا میں یہ اثر تھا کہ مریض شفایاب ہوتے علاوہ اور جو کوئی حاجت مند آتا آپکی دُعا سے کامیابی حاصل کرتے تھے کوئی محروم نہیں جاتا۔ بستی والے قرب و جوار کے بستی والے ایسے مرعوب ہوتے کہ وہ لوگ خواجہ سید صاحب کو بزرگ دادا



مختصر قدیم تاریخ کلیر

ہے ... اور اپنا سردار ماننے لگے اس طرح دور دراز آپکی شہرت ہوگئی تھی۔ اس دور میں راجہ کرن کی کلیر راجدھانی تھی۔ جب شہر کلیر تقریباً ... میں آباد تھا چاروں جانب شہر پناہ دیواریں تھیں جسکو زمانہ راجہ کرن سے ہزار سال پہلے کرمیپال نے آباد کیا تھا۔ اس میں ایک بتخانہ بنوایا جس میں سونے چاندی کے تین ہزار بت جواہرات سے جڑے اور پتھر کے ایک ہزار بت تھے۔ اس وقت اس شہر کا نام ھردوار گڑھی یگ تھا۔ ۲۹۵ سنہ بکرمی میں راجہ بکرم پال عرف راجہ بالسپال فرزند راجہ کرمیپال مذکور نے اپنے زمانہ حکومت میں بتخانہ مذکور کو زیادہ ترقی دی۔ اور بتوں پر لاکھوں کروڑوں کے جواہرات جڑوائے۔ روزانہ سات ہزار مہنت اور ایک لاکھ پچھتر ہزار برہمنوں کے ہمراہ پوجا کیلئے جایا کرتا تھا کہ انہیں ایام میں گوکلچند نامی مہنت کو بتخانہ مذکور کا گدی نشین مقرر کر کے پانچ ہزار فوجی جوان لیکر اسکی حفاظت کیلئے مقرر کئے۔ ۹۱۴ سنہ سمتی راجہ مادھو سینی نے گوکلچند مہنت کو قتل کر کے بتخانہ پر قبضہ کر لیا۔ اپنے برادرزادہ جودھا سینی کو بتخانہ کا گدی نشین کر کے اس شہر کا نام بدل کر کوکٹے ھردوار دیوتے رکھ لیا بتخانہ میں بہت سی عمارتیں بنوا کر اسکو ترقی دی۔ اس وقت یہ شہر پچاس کوس میں پھیلا ہوا تھا بلکہ گومتی گنگا کے کنارے تک آبادی پھیلی ہوئی تھی۔

۱۰۵ سنہ سمتی میں راجہ ملکنی پسر گوپال رئیس دہلی نے اپنی عہد حکومت میں اس شہر کو خوب لوٹا اور بتخانہ کو کچھ ترقی نہ دی۔ ہمشیرزادہ کنور چندپال کو اس کا گدی نشین کر کے شہر کا نام گڑھ کا دیون ھردوار

رکھا۔ اس وقت اسکی آبادی چودہ کوس ہو کر رہ گئی۔ سنہ ۱۰۵ سمتی سے سنہ ۱۱۰۶ سمتی تک کے حالات ہندی مؤرخ نے جس کا حوالہ کتاب صاحب ظہور صابری میں دیا ہے۔ لکھا ہے سنہ ۱۱۰۶ سمتی مطابق سنہ ۵۰۶ھ راجہ کہرپال ولد کنکو نے اپنے عہد حکومت میں اپنے چچازاد بھائی کلیان پال کو بتخانہ کا گدی نشین کیا۔ کلیان پال نے از سر نو اس شہر کو رونق دی۔ مندرج پرستہ پہاڑی لوگوں کو بلا کر آباد کیا۔ بتخانہ کے بتوں کو جو سونے چاندی سے مرصع تھے خزانہ میں داخل کر دیا۔ صرف اسمیں پتھروں کے بت اور کچھ متعدد سونے چاندی کے بت پوجا کیواسطے چھوڑ دیئے اس شہر کا نام اپنے نام سے کلیان کوٹ رکھا پھر کچھ عرصہ کے بعد کلیر کے نام سے منسوب ہو گیا۔

جب خواجہ سید الشہداء امام ابو صالح محمد صاحبؒ نے یہ قلعہ فتح کیا تو اس شہر کا نام کلیر شریف ہو گیا شہر کے فتح ہونے کا سال سنہ ۱۲۲۲ سمتی سنہ ۱۳۵۰ء مطابق سنہ ۶۰۴ھ میں لکھتے ہیں۔

سرکار امام پاک رحمۃ اللہ علیہ کے ۴۶ سال بعد خواجہ مخدوم پاک علاء الدین علی احمد صابری رضی اللہ عنہ کلیر شریف تشریف لائے۔

راجہ کنکو کی عہد حکومت کے ۹۸ سال بعد خواجہ امام صاحب کی آمد ہے۔

مختصر حال راجہ کرن کا ظلم کرنا۔

راجہ کلیان ان بائیس راجگان میں سے ہے جنہوں نے سید سلطان الشہداء حضرت مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ سے دریائے کتھلا اور دیگر مقامات پر متفقہ جنگ کی تھی ہر دفعہ ناکام رہے راجہ کو شروع ہی سے اسلام اور اہل اسلام سے دشمنی تھی راجہ کلیان نے سلطان الشہداء کے مقابلہ میں دوسرے راجاؤں کو بہت امداد دیا کرتا تھا۔ مگر بعد شکست فاش کے یہ راجہ بھی مارا گیا۔ جب اس کا پوتا راجہ کرن گدی نشین ہوا تو اس نے اپنی قلمرو میں حکم عام جاری کر دیا تھا کہ اگر کسی کو کوئی مسلمان قبل طلوع آفتاب سے دکھائی دے تو اسے فوراً قتل کر دیا جائے اس سے کوئی باز پرس نہ ہوگی بلکہ انعام کا مستحق ہوگا۔ یہ حکم تو عام تھا۔ لیکن جن مجاہدین نے ہر غزوہ میں کفاروں کو پے در پے شکستیں دی تھیں ان

ظلمات میں روشنی اسلام کی مشعل روشن کی تھی۔ ان کے خون کا ہر وقت پیاسا تھا۔ انہیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر شہید کرتا۔ توحید کے پرستوں کو بدشگونی اور نحوست کے بہانے سے شہید کروا ڈالتا۔ اس لئے راجہ کرن کو اہلِ ہنود نے زیادہ سراہا۔ اور اسکو بہت گیانی بتلایا گیا۔ ورنہ اس کے ظلم اور فسق و فجور عام تھے جو کسی قوم یا مذہب و ملت میں بھی جائز نہیں کہا جاسکتا۔ ایک بہانہ ایسا نکالا تھا کہ ظاہر میں تو رعایا پروری اور مہمان نوازی کا دکھاوا تھا۔ مگر اندرونی (در پردہ) عجب جال پھیلایا تھا۔ اپنی قلمرو میں یہ حکم عام جاری کیا تھا میری رعایا میں جس کسی کے ہاں شادی ہو۔ خواہ کوئی مذہب رکھتا ہو شادی کی پہلی رات میرے مہمان ہوں گے۔ اس کے بعد دولہا اپنی دلہن کو گھر لیجائیگا۔

بظاہر تو یہ اصول رعایا پروری مہمان نوازی کا رسوم ہوتا۔ لیکن در پردہ ظالم راجہ نے اپنی مطلب براری کیلئے کئی کٹنیاں ملازم رکھ چھوڑی تھیں۔

جو مہمان کی خدمت بھی سرانجام دیتیں اور راجہ کو اطلاع پہنچاتی کہ فلاں دلہن ایسی بصورت ہے اگر کوئی عورت بدشکل ہوتی تو انعام دیکر رخصت کر دیجاتی ۔ ورنہ حسین خوبصورت پا سکے خاوند کو خلوت میں طلب کر کے کہتا اگر تجھ کو جاگیر زر و مال نقد وغیرہ کی ضرورت ہو تو دیتا ہوں او۔ تیری شادی کسی دوسری جگہ کرا دی جائے گی۔ یا کوئی الزام لگایا جاتا دولہا بیچارہ حکم حاکم مرگ مفاجات سے مجبور ہو کر خاموش ہو جانے کے سوا اور کیا کر سکتا تھا اگر کوئی زیادہ حجت کرتا وہ خود بھی قتل کیا جاتا۔

اسی وجہ سے اس کے ان گنت راتیاں تھیں ہزاروں بندگان خدا بے جرم قتل ہوتے تھے۔ عفت و عصمت مآب دولہنوں کی قہراً و جبراً آبروریزی ہوتی تھی۔ لیکن عوام پہ اس راز افشاں نہ ہونے دیتا تھا۔ اگر دولہن بننے سے پیشتر کسی خاتون کی خوبصورتی کی تعریف سنتا تو شادی کا بھی انتظار نہ کرتا۔ بلکہ ان کے والدین کو لالچ دے کر یا ڈرا کر اپنے عیش و داہ میں لاتا جیسی نکٹی دیوی ویسے ہی اوت پجاری۔ جہاں فرعون کی خدائی اور شیطان کی وزارت ہوگی وہاں

رعایا کی بھلائی کہاں ہو سکتی ہے۔

اندھیر نگری تلیٹ راجہ ٹکے سیر بھاجی ٹکے سیر کھاجا۔ کا مضمون تھا۔ جہاں والیٔ حکومت کی یہ حالت ہو وہاں فسق و فجور بدکاری زناکاری قتل و غارت گری ہمہ حرکات کی زیادتی کیوں نہ ہو۔ غرض اسکی عہد حکومت میں ہر وہ عمل کہ جو خلاف فطرت و انسانیت کہا جا سکتا ہے۔ جاری تھا شراب جوئے کا بیحد رواج تھا۔ بلکہ راجہ خود شائق تھا۔ سوائے ان بُت پرست برہمنوں کے جو بتوں کی بت پرستی کیلئے معمور تھے۔ جنکی نمائشی اوسکے عقیدے کی بنا پر قرار پائی یا جو اس کے ہاں میں ہاں اور جی حضور کرتے انعام پاتے۔

کمزور اور مظلوم لوگ جابروں اور ظالموں کے ظلم سے تنگ اور نالاں تھے۔ اسی راجہ کے حکومت میں ایک خاص تالاب تھا۔ جس میں راجہ رانیاں اشنان کیا کرتے تھے۔ جسکا نام چیندا تال مشہور تھا اب وہ خشک پڑا ہے بلکہ اب اسمیں کاشت ہوتی ہے اس تالاب کے اب بھی کچھ آثار پائے جاتے ہیں۔

راجہ کرن کے دربار میں ایک عجیب و غریب گائے پلی ہوئی تھی۔ نہایت خوبصورت زرد رنگ کی بھلی معلوم ہوتی تھی۔ اسکی پیٹھ پر تین پاؤں قدرتی نکلے ہوئے تھے اور، کے منہ کے قریب داہنی طرف ایک اور چھوٹا سا منہ تھا دیکھنے میں خوبصورت معلوم ہوتا تھا۔ مگر اس سے کوئی چیز کھا نہیں سکتی تھی آنکھیں سلامت تھیں۔ اس عجیب و غریب خوبصورت گائے کی شہرت پورے ملک میں تھی۔ جسکو راجہ نے زیورات سے سجا رکھا تھا۔ لوگ اس کی پوجا کیا کرتے تھے۔ حکومت کی طرف سے یہ عام اعلان تھا کہ اس کو کوئی ایذا نہ دے ورنہ سخت سزا دی جائے گی اور اگر کسی دکان سے سبزی، اناج مٹھائی وغیرہ کھائے تو روکا نہ جائے وہ اپنا نقصان حکومت سے طلب کریں۔ پورے شہر میں وہ گائے گھوما کرتی تھی راجہ کو جب اس کی یاد آتی یا اسکی پوجا کرنا چاہتا یا اس کے یہاں شاہی مہمان آتے تو اس وقت

گائے محل میں لائی جاتی تھی۔
بتلایا جاتا ہے کہ وہ گائے گھومتی ہوئی شہر کے باہر دور نکل گئی۔ چند روز میں گھومتی ہوئی اس گاؤں میں جا پہنچی کہ جہاں خواجہ سید جمال الدین النور صاحب کنت سید امیر بایزید جعفر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی سے آکر سکونت اختیار کرلی تھی اس اثنا میں آپ کی صاحبزادی سیدبی بی گوہر فاطمہ بالغ ہوچکی تھیں ایک روز وہ گائے آپ کے مکان میں پہونچ گئی بمشیت ایزدی انسان کی زبان میں گائے آپ سے ہمکلام ہوئی اور کہنے لگی یا ابن رسول اللہ میں کفر کی نجاست میں پھنسی ہوئی ہوں۔ آپ مجھے اس کفر کی نجاست سے ذبح کرکے نجات دلائیں یہ سنکر آپ کو تعجب ہوا کہ انسان کی زبان میں کیونکر بات کر رہی ہے تو وہ پھر بولی کہ میں آپ سے بحکم خدا بول رہی ہوں کہ آپ مجھے ذبح کریں۔ اور اس کفر کی نجاست پاک کریں۔ آپ نے فرمایا کہ میں ایک ایسے جابر ظالم راجہ کی ریاست میں بسا ہوں جو اسلام کا دشمن ہے اس صورت میں تجھے کیسے ذبح کرسکتا ہوں۔ پھر وہ بولی میں تو آپ کے پاس کفر سے نجات حاصل کرنے کے لئے آئی ہوں اور آپ مسلمان آل رسول ہوتے ہوئے کفر کی تاریکیوں سے گھبرا رہے ہیں۔ آپ کو غیرت آئی جوش اسلامی کے ساتھ اور تکبیر پڑھ کر ذبح کردی۔ حسب ضرورت گوشت آپ نے نکال لیا بقایہ رات کی تاریکی میں گڈھا کھود کر دفن کردیا۔ بعد کھانے کے آپ یاد الٰہی میں مصروف ہوگئے۔

دوسرے روز جب صفائی کے لئے بھنگن آئی تو آپ کی صاحبزادی سید بی بی گوہر فاطمہ نے دو روٹیوں پہ گوشت رکھکر دیدیا۔

گائے کے گم ہوجانے شہرہ شہر میں ہوچکا تھا۔ سپاہی راجہ کے حکم سے گائے کی تلاش میں تھے اتفاق سے اس عورت کی جو سید صاحب کے یہاں سے روٹی لے کر آرہی تھی (بھنگن) راہ میں ایک سپاہی سے ملاقات ہوئی تو سپاہی نے کہا یہ دیکھو اس بستی سے

مجھے مسلمان کے گھر سے یہ گوشت ملا ہے وہ سپاہی عورت کو لے کر راجہ کے پاس پہنچا
بعد مجرا کے راجہ سے کہا اس عورت کے پاس گوشت ہے اس کو یہ گوشت پکا ہوا آپکی ریاست
میں سے ایک مسلمان کے گھر سے ملا ہے جب اس سے پوچھا تو اس نے رو تے ہوئے کہا کہ
حضور میں نے کوئی قصور نہیں کیا۔ میں خود یہ لیکر آپ کے پاس آ رہی تھی۔ یہ مجھے مل گئے یہ کہتے
ہوئے گوشت راجہ کے سامنے کر دیا۔ یہ دیکھکر آگ بگولہ ہو گیا۔ اور فوراً حکم دیا کہ ان مسلمانوں کو
گرفتار کر لاؤ۔ راجہ نے اپنے حکاموں کو فوری بلوایا اور کہا کہ مجھے بڑا افسوس ہے کہ میری ریاست
میں مسلمان آکر بسا کیسے۔

سپاہی آگئے خواجہ سید صاحب اور آپکے دونوں صاجزادوں کو لیکر جن کے یہ نام ہیں۔
جناب سید تاج الدین اصغر اور جناب سید صیف الدین اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ گرفتار کر کے راجہ
کے دربار میں لائے گئے۔ راجہ غصہ میں بھرا ہوا تھا سید صاحب سے پوچھا یہ عورت گوشت لیکر آئی
گھر سے لائی جواب میں آپ نے فرمایا جی ہمارے گھر سے لائی ہے۔

راجہ نے سوال کیا۔ میری ریاست میں کیسے آئے۔ کس نے بسایا۔
جواب میں آپ نے فرمایا۔ ملک خدا کا ہے میں ایک اس کا بندہ ہوں ہم دہلی سے چل کر
اس گاؤں گوپالی میں آباد ہو گئے۔

جب شہر میں یہ شہرہ ہوا کہ مسلمان گرفتار کر کے لائے گئے ہیں تو دیکھنے کے لئے ہزاروں
آدمی اُمنڈ پڑے راجہ نے اپنا خیال ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ میں یہ سمجھ تا تھا کہ میرے راج میں
اب کوئی مسلمان نہیں ہو گا۔ یہ گوشت کہاں سے لائے۔

آپ نے جواب دیا جو گائے یہ جا کہیلے ریاست میں پلی ہوئی تھی وہ ہمارے گھر پہنچکر
کہنے لگی مجھے اللہ کے نام پر ذبح کرو۔ لہذا ہمنے اسے ذبح کر دیا یہ گوشت اسی گائے کا ہے۔ یہ سنکر
تمام درباری غیظ غضب میں بھر گئے۔

راکا نور حال تھا۔ سید صاحب کا بیان سنکر غصہ سے دیوانہ ہوگیا۔ فوراً آپ کو قتل کا حکم دیدیا
آپکو مع صاجزادوں کے قتل گاہ میں ہزاروں کفاروں کے سامنے شہید کر دیئے گئے۔ انا للّٰہ
وانا الیہ راجعون۔

پوری ریاست میں ہوا کی طرح یہ بات پھیل گئی ہندو دھرم کی پوجا کی گائے کاٹ لی۔
وقت شہادت پدر بزرگوار بھائیوں کی حضرت سیدہ بی بی گوہر فاطمہ کو پہنچی تو آپ نے دربار
خداوندی میں رو کر التجا کی بار الٰہا تیری امانت تھی تو نے لے لی میرا صبر اور شکر قبول فرما۔ میری عفت
و عصمت کا محافظ ہے تو مجھے اس کفرستان میں سے نکال کر میرے آبائی وطن ملک عرب مدینہ
شریف میں پہنچا تو حاضر و ناظر سمیع علیم قادر قیوم ہے میرا دنیا میں تیری ذات کے سوا کوئی سہارا
نہیں۔ نہ مجھے اب دنیا سے محبت ہے تیرے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ پہ مدہ کر
دربانی کرونگی اور بقیہ زندگی تیری یاد میں گذاروں گی۔ اے بارے خدایا میں تیرے حبیب رسول
پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے ہوں ایسا نہ ہو اس کفرستان ہند میں کسی دشمن دین کو
دست درازی کا موقع ملے۔ یارب میری دعا قبول فرما۔ آپ نے تمام رات آہ و زاری میں
گذاری دعا کرتے کرتے اخیر رات میں آپ پر نیند کا غلبہ طاری ہوا۔ اور عالم رویا میں کیا
دیکھتی ہیں پدر بزرگوار اور دونوں برادر بہت عمدہ پوشاک پہنے نورانی شکل میں موجود ہیں۔
فرمایا ہم بالکل آرام میں ہیں ہر بات سے آزاد ہیں اللہ رب العزت نے ہم پر بڑی مہربانی
اور رحمت کی ہے۔ ہماری آرزو ہے کہ ہر مسلمان پر ہماری طرح رحمت نازل ہو۔ ہماری
شہادت کا ہرگز غم نہ کرنا۔ خدا کی رحمت سے تم مدینہ شریف پہونچو گی روضۂ نبوی سے
تم کو بشارت ملے گی۔ مردانہ لباس پہن کر ہجرت کرو گھبراؤ نہیں۔ جب سیدہ خواب
سے بیدار ہوئیں تو نہ پدر ہیں نہ برادر حقیقی۔ جب یہ خیال ہوا کہ مجھے خواب ہوا ہے آپکو یقین ہوگیا
کہ میری دعا مقبول ہوتی ہے سامان سفر تیار کیا علی الصباح لباس مردانہ پہنکر گھوڑے پر سوار ہوئیں اور

سفر میں چل نکلیں۔ شام ہونے تک کلیر کی حدود سے دور نکل گئیں۔ اسی طرح منزل در منزل بلاکسی تکلیف و پریشانی کے خدا کی رحمت سے آپ ایک مہینہ بعد عرب کی حدود میں داخل ہو گئیں اور پھر آپ مدینہ شریف پہنچ گئیں۔ سبحان اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درِ آستانِ مبارک پر سر رکھ کر آپ خوب روئیں۔ دل کی بے قراری کے گریہ وزاری کرنے لگیں۔ اے آفتابِ دنیا میں میرا کوئی نہیں رہا۔ نانا جان آپ کے سوا میرا کون ہے۔ یہ کہتے کہتے آپ بے ہوش ہو گئیں اسی عالم میں آپ نے کیا دیکھا ایک بزرگ نورانی نظر آئے اور فرمایا۔ اس وقت جہاں تم موجود ہو۔ یہ جگہ شہر مشہد ہے اور یہ ملک ایران ہے اور یہ نوجوان سادات مند دولہا نظر آتا ہے اس کو تم پہچان لو اور خوب اچھی طرح پہچان لو یہ تمہارا بھائی ہے ہرگز اس کا ساتھ نہ چھوڑنا۔ یہ تمہاری پوری امداد کریگا۔ اس سے کوئی بات پوشیدہ نہ رکھنا۔ یہ مظلوموں کا مددگار اور غمخوار ہے کمزوروں کا سہارا ہے جابروں ظالموں کیلئے شمشیر خونخوار ہوگا۔ اور کفرستان ہند شہر کلیر میں بانی اسلام ہوگا۔ تمہارے والد و برادر کا انتقام لے گا۔
خدا کی کمزور مخلوق کو ظالموں کے ظلم سے خلاصی دلائیگا۔

جس وقت حضرت سیدہ بی بی گوہر فاطمہ صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہوش آیا گویا خواب سے بیدار ہوئیں تو اپنے آپکو حضور رحمۃ اللعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پہ پایا۔ جو کچھ عالم رویا میں دیکھا تھا اس کو بشارت نبوی سمجھا۔

جو نقشہ خواب میں دیکھ چکی تھیں اس کو نہ رکھا

چند روز بعد آپ نے سفر ایران اختیار کیا۔ اور گھوڑے پر سوار ہو کر منزل طے کر کے ملک ایران شہر مشہد میں پہونچ کر۔ اس جگہ کہ جو جگہ عالم رویا میں دیکھی تھی۔ وہاں پہنچ گئیں۔ خواجہ سید امام ابو محمدؒ صالح صاحبؓ سے ملیں آپ اپنی شادی کی تیاری میں تھے۔ آپ نے خواجہ سید صاحب کو بشارت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اپنا کل

حال سنایا آواز آپ کی رک گئی اور بُسر بُسر ر دنے لگیں۔ سرکار امام پاک رحمۃ اللہ علیہ نے تسلی و تشفی دی۔ ہمت افزائی فرمائی۔ اور یقین دلایا کہ ہم خونِ ناحق کا ضرور بدلہ لینگے۔ پہلے سرکار سید امام پاک رضؓ نے اپنی والدہ مکرمہ سے یہ راز بیان فرمایا اور ان سے آپ نے غزوہ ہند کے لئے اجازت طلب کی۔ چونکہ یہ ایک عجیب بات تھی۔ سرکار کے سینہ میں عشق شوق شہادت موجزن تھا۔ ادھر آپ کی والدہ کو حیرت انتہا تھی کہ شادی کی تاریخ مقرر ہو چکی تھی۔ ادھر آپ بار بار والدہ صاحبہ سے ہند جانے کی اجازت چاہتے ہیں۔ اور آپ نے شادی ملتوی کر دی والدہ سے فرماتے ہیں کہ اگر خدا کے فضل و کرم سے فتح یاب ہو کر آیا تو پھر بھی شادی ہو جائے گی۔ جب آپ کی والدہ نے صاحب زادے کی جواں مردی دلیری اور یہ بہادری دیکھی تو بہت خوش ہوئیں فرمایا بیٹا میں تم سے اور تمہاری دلیرانہ اسلامی جذبات اور عشق محمدی پر قربان جاتی ہوں۔ اب میں آپ کو خوشی سے اجازت دیتی ہوں اور میں اپنا دودھ بخشتی ہوں۔ یہ کلام سنکر آپ بہت خوش ہوئے خدا کا شکر بجائے لائے۔ اسی روز سے آپ نے اور آپ کے دوست احباب عزیز رشتہ داروں نے اجمیر شریف کیلئے تیاریاں شروع کر دیں۔

ایک ماہ بعد یہ قافلہ شہر مشہد ملک ایران عرب سے ملک ہند اجمیر شریف روانہ ہوئے۔ چونکہ اب شہر اجمیر شریف میں حضور خواجہ خواجگان خواجہ ہند الولیؒ عطائے رسول ﷺ خواجہ معین الدین چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ جلوہ افروز ہو چکے شہر اجمیر شریف بھی فتح ہو گیا تھا دہلی پر غازی سلطان محمد غوری رحمۃ اللہ علیہ کی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ دہلی کا حاکم سلطان قطب الدین ایبک صاحب کو بنا گئے تھے۔

جو قافلہ شہر مشہد ملک ایران سے روانہ ہوا تھا چند عرصہ بعد یہ غازیانِ اسلام دفعتہً بحکم خدا وندی جہاد کی بشارت پاکر جسکی تعمیل میں انھوں نے کوئی دقیقہ نہیں اٹھا

رکھا۔ تیاری کے ساتھ نہ زادراہ صرف محدود چند قوت ایمانی جوش اسلامی شوق شہادت راضی برضاء الٰہی یہ قافلہ منزل بہ منزل طے کرتا ہوا ملک ہندوستان شہر اجمیر شریف آپہنچا۔ دوسرے روز بحضور خواجہ خواجۂ خواجگان خواجہ غریب نواز سیدنا خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری ثم الاجمیری نائب رسول فی الہند الولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانہ مبارک در دولت سے فیضیاب اور سب کے سب آپ کے حلقۂ مریدین میں شامل ہوئے۔ مائی سیدہ بی بی گوہر فاطمہ مردانہ لباس میں ہمراہ تھیں۔ حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سرکار امام پاک رحمۃ اللہ علیہ کو کمال شفقت سے سہرائے خلافت اپنے دست قدرت سے باندھا اور دعا فرمائی اور ولایت باکمال علوی کی بشارت اور آپکو فاتح شہر کلیر ہونے کی بشارت دی۔ اور مبارک باد دی۔

سرکار امام پاک رحمۃ اللہ علیہ نے حضور خواجہ غریب نواز رضؓ میں وہ تمام واقعات مائی سیدہ بی بی گوہر فاطمہ صاحبہ کا آنا ان کے والد بزرگوار سید شہید خواجہ جمال الدین انور شاہ صاحب وغیرہ بھائیوں کے شہید ہو جانے کا حال بیان فرمایا۔ تمام حالات سنکر حضور نے دُعا فرمائی۔ اس عجیب و غریب واقعات کو سنکر سب پر رقت طاری ہوگئی ہر ایک آنکھیں پرنم تھیں۔ اس کے بعد بعض اوقات مائی صاحبہ اپنے بزرگوار اور بھائیوں کو یاد فرماکر روتیں تو حضور خواجۂ شفیق غریب نواز شفقت اور ہدایت فرماتے اور دعا فرمایا کرتے۔

چند ماہ بعد ۱۷ محرم ۶۰۴ھ بروز بعد نماز جمعہ حضرت ابدال کمال الدین بغدادی جو درجہ دوم نے حضور خواجہ غریب نواز سیدنا خواجہ معین الدین چشتی نائب رسولؐ فی الہند الولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیش حضور بیان فرمایا کہ حضور عالی میں شمال کی طرف گیا تھا۔ ایک شہر کلیر دیکھا۔ جس میں ایک عظیم [illegible] لوہے ہندوستان میں شاید ہی

بکہ نئی ایسا بت خانہ ہو۔
فوراً حضور خواجہ غریب نواز صاحبؒ نے ابدال صاحبؒ سے ایک خط لکھوا کر سید الشہداء خلیفہ دوبی نیاء حضرت امام ابو محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں دیگر ہمراہ حضرت ابدال نظام الدین قدس سرہٗ کے اور جملہ قافلہ کے سلطان قطب الدین ایبک صاحب غلام شاہ سلطان محمود غوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام روانہ فرمایا۔
یہ قافلہ دہلی محرم الحرام ۶۰۴ھ بروز یکشنبہ صبح کو بادشاہ کے حضوری میں پیش ہوئے سب کو باعزت تعظیم کے بٹھلایا گیا۔ وہ نامۂ مبارک امام پاک خلیفہ صاحب نے کھڑے ہو کر فرمان شاہی سنایا۔
فوراً سلطان نے قیام الدین عرف زموان صوبہ شمالی کو ایک لاکھ لشکر کے تیار ہونے کا حکم جاری کیا۔ سرکار امام سید الشہداء ابو محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ کو بحکم حضور خواجہ غریب نواز کے لشکر اسلام کا سپاہ سالار بنایا۔ اور حکم جاری کئے کہ وہاں کفر مٹا کر اسلام پھیلاؤ ہر علاقوں میں قاضی مقرر کئے جائیں۔ بقیہ تمام خزانہ حکم شاہی کے شاہی خزانہ میں جمع کیا جائے۔ تمام علاقہ معہ ہردوار کے تمکو بخشا گیا۔
دوسرے روز یہ لشکر دہلی سے روانہ ہوا۔ چند روز بعد کلیر کی حدود میں جا پہونچا شہر کلیر کا محاصرہ کر لیا چھ ماہ تک یہ محاصرہ جاری رہا۔
بظاہرہ جب کوئی صورت فتح کی نظر نہ آئی تو اس وقت لشکر اسلام میں بہتر ۷۲ ولی کامل بزرگ ہمراہ تھے ان سب کو حضور خواجہ سید الشہداء امام ابو محمد صالحؒ نے حکم فرمایا۔ کہ شہر کے ہر دروازہ پر بزور کرامات کمربستہ کئے ہو جائیں۔ شہر کے بلند دروازے پر حضرت کللحی صاحب نے ایسا پر زور نعرہ لگایا کہ تمام قلعہ میں لرزہ آ گیا دیواریں ہل گئیں جب دوسرا اور تیسرا نعرہ مارا اور یک بعد دیگر تمام بزرگوں نے

نعرے لگائے تو زمین میں زلزلہ آ گیا۔ جگہ جگہ سے زمین پھٹ گئی۔ تمام شہر کلیر میں ہل چل پڑ گئی کئی بُت گر گیے۔

پھر خواجہ کلعلی بابا صاحب نے بلند دروازے کو پکڑ کر زور لگایا۔ اور ایسا نعرہ کلعلی کا لگایا کہ بلند دروازہ اکھیڑ نکال کر کئی فرلانگ دُور پھینک دیا۔ پھر کیا تھا اسلامی لشکر شہر کے اندر داخل ہوا۔ نظارہ دیکھنے والے حیرت میں تھے یہ راز کسی کی سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ خدائی عجیب قدرت ہے ہر طرف سے شہر کی دیواریں لوٹنے لگیں۔ دشمنوں پر اسلام کی ہیبت طاری ہو گئی۔ خوب گھمسان کی جنگ ہوئی۔ مسلسل پانچ روز جنگ کے بعد قلعہ فتح ہو گیا۔ مؤرخین کا بیان ہے کفار بہت مارے گیے۔ کئی لاکھو انسان بمشرف اسلام ہوئے۔ اور بے شمار اپنی جانیں بچا کر جنگلوں اور پہاڑوں پر بھاگ گیے۔ اسی طرح لاکھوں کی تعداد میں گرفتار ہوئے۔ شہر اور قلعہ کا تمام خزانہ اور بُت خانے کا کل خزانہ اسلامی لشکر کے ہاتھ لگا۔ جس کا کوئی شمار نہیں کیا جا سکتا تھا۔ وہ تمام وِلی کامل چونکہ صفِ اول میں تھے تمام بزرگ دوران جنگ جدال قتال میں شہید ہو گئے اور اسلامی لشکر بہت کام آیا۔ یہ جگہ آج بھی گنج شہداؤں کے نام سے مشہور ہے اسی دوران جنگ میں ظالم راجہ کرن بھی مارا گیا تھا۔

حضرت سید شہید کلکعلی بابا فاتح قلعہ خاص کلیر شریف آپکا اصل نام معلوم نہیں ہو سکا پھر بھی بزرگوں کی زبانی جو روایت سینہ بسینہ جاری ہے اس سے معلوم ہوا ہے کہ آپ کا نام مبارک حضرت سید ذلفقار علی محمد حنیف صاحبؒ ہے کلکعلی نعرہ مار کر قلعہ فتح کرنے کی وجہ سے آپ کلکعلی کے نام سے مشہور ہو گیے۔ آپ کا روضۂ مبارک درگاہ عالیہ حضور خواجہ شیخ المشائخ قطب الاقطاب حضور خواجہ مخدوم پاک صابر صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عین متصل نہر پار جانبِ مشرق واقعہ ہے۔ جناب سید شہید پیر غیب صاحب

رحمۃ اللہ علیہ آپ کا مزار مبارک حضرت سید شہید کلکعلی بابا صاحب کے آستانہ مبارک پہ جاتے وقت راستہ میں نہر کی پٹری پر واقعہ ہے یہ بھی انہیں بہتّر ولی کاملین میں سے ہیں۔

درگاہ سرکار خواجہ صابر صاحب رضؓ کے جانب شمال ایک فرلانگ کے فاصلہ پر ندی کے کنارے حضرت سید شہید بابا چرم پوش صاحب کا مزار مقدس ہے یہ حضرت بھی ان ولی کاملین میں سے ہیں آپ نے اپنی زندگی میں کبھی کوئی کپڑا زیب تن نہیں فرمایا۔ ہمیشہ آپ چمڑے کی پوشاک پہنتے تھے۔ عجیب مست تھے۔ اسی وجہ سے آپ بابا چرم پوش کے نام سے مشہور ہیں۔ اسی طرح جو بزرگ جہاں شہید ہوئے۔ انہیں وہیں مدفون کیا گیا۔

امام پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام انتظام درست فرمائے۔ بعد فوری فتح ہونے کلیر شریف کی مبارک بادیعنی خوش خبری سلطان قطب الدین ایبک کو غلام شاہ محمود غوری رحمۃ اللہ علیہ دہلی شریف پہنچائی اور لکھ بھیجا کہ شہر کا بے شمار خزانہ ہاتھ لگا ہے علاوہ اس کے تتخاز کا خزانہ اتنا ہے کہ ہم اپنی پوری زندگی میں بھی شمار میں نہیں لا سکتے جو حکم صادر ہو عمل میں لایا جائے۔ اور بہت خزانہ روانہ فرمایا

فاتح کلیر شریف مشہدی کلیری

حضور خواجہ سید الشہداء سرکار عالی مقام حضرت امام خواجہ ابو محمد صالح فی حقیقی نوری رضی اللہ عنہ اور مائی سیدہ صاحبہ حضرت بی بی گوہر فاطمہ فی نوری رضی اللہ عنہا کے متعلق یہ واقعہ مشہور ہے شہر کلیر فتح ہونے کے چند روز بعد آپ دونوں قلعہ برج کے نیچے برابر میں کھڑے تھے اور قلعہ کا معائنہ فرما رہے تھے۔ کہ ایک دشمن اسلام میں سے اوپر برج میں چند روز سے چھپا ہوا تھا سے نکل بھاگنے کو موقع نہیں ملا تھا۔ موقع پا کر اس ملعون کا زبد بخت ازلی سے اپنی کمان سے تیر چھوڑا۔ وہ تیر سرکار امام پاک عالی مقام حضرت سید امام ابو محمد صالح رضی اللہ عنہ کے حلقوم مبارک سے پار ہو سیدہ مائی صاحبہ حضرت بی بی گوہر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حلقوم مبارک میں پیوست ہو گیا اس طرح آپ ایک ہی تیر سے دونوں شہید ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ الم ناک خبر پورے لشکر اسلام میں پھیل گئی۔ فوراً قیام الدین زموان صاحب نے آپکے شہید ہو جانے کی ہولناک خبر دہلی سلطان قطب الدین ایبک صاحب کے حضور میں پہنچائی اور مفصل تفصیل تحریر فرمائی۔

دوسرے روز سلطان سید الشہداء خلیفہ خواجہ عالم پناہ حضور غریب نواز فاتح کلیر شریف فی حقیقی نوری مشہدی کلیری حضرت امام ابو محمد صالح رضی اللہ بمعیت مائی صاحبہ شہید سیدہ بی بی گوہر فاطمہ فی حقیقی نوری رحمۃ اللہ علیہ اسی مقام پر دونوں کو سپرد خاک فرمایا۔ اسی جگہ تہ خانے میں دفن کیے گئے۔

جب یہ خبر دہلی شریف سلطان کو پہنچی تو آپ نے افسوس فرمایا فوراً آپ نے یہ خبر غم اندوہ حضور خواجہ غریب نواز ہند الولی عطائے رسول ﷺ میں اجمیر شریف روانہ فرمائی۔

چند روز بعد سلطان نے قیام الدین زموان کے نام فرمان جاری کیے۔ کہ سید الشہداء خلیفہ

نورانی گنبد شریف



خواجہ خواجگان سند الوری حسن خواجہ معین الدین چشتی سنجری رضی اللہ عنہ حضرت امام ابو محمد صالح رضی اللہ عنہم آپکا مزار شریف پختہ بنایا جائے۔ اور عالی شان گنبد تیار کیا جائے اور راجہ کرن کا سر سرکار امام پاک رضی اللہ عنہ کے پائے مبارک کی طرف روضہ اقدس کی سیڑھیوں کے نیچے گاڑ دیا جائے۔

ہم تم کو شہر کلیر کا ولی عہد بناتے ہیں وہ تمام علاقہ تم کو بخشا۔ بتخانہ کا تمام خزانہ شاہی خزانہ دہلی میں جمع کیا جائے بتخانہ کو توڑ کر اسکی جگہ شاہی مسجد بنوائی جائے۔ اس جگہ خوب اسلام پھیلایا جائے۔ کلیر کے مکمل تاریخی حالات لکھکر روانہ کئے جائیں وغیرہ۔

سلطان قطب الدین ایبک صاحب کا خط جناب قیام الدین زموان صاحب کے ہاتھ لگا بموجب تمام حکم شاہی بجالائے۔

اسی تہ خانے کے اوپر دو تربت شکل بنوائیں اور حجرہ تیار کر کے اسی کے اوپر نورانی گنبد عالیشان بنوایا۔ جو آج بھی سلطان فاتح کلیر شریف سید الشہداء امام پاک رضی اللہ عنہ کی نشاندہی کیلئے۔ سر نکالے ہوئے کئی میل دوری سے نظر آتا ہے غلام گردش ۱۳۳۹ھ میں مشرقی پنجاب ضلع انبالہ قصبہ سکندر ساڈھورہ کی خورشید بیگم صاحبہ نے تعمیر کرایا۔ نقار خانہ امام صاحب اور

مسجد کلیر شریف کا نقشہ

سرکار صابر صاحب میں جو نقار خانہ ہے وموضع بکّن پور ڈاکخانہ لنڈھورا تحصیل روڑکی ضلع سہارنپور یوپی کے مسلم بھائیوں نے بنوائے ہیں۔

آپ کے روضہ کے قریب جو مسجد اور کنواں ہے آٹھ سو سال بعد تعمیر ہوئے۔ روضۂ پاک کے عین متصل نقار خانہ کے سامنے جو عربی مدرسہ گلزار فرید صابری ہے۔ اس خادم خاکسار مہتمم مدرسہ نے ۱۹۴۷ء میں قائم کیا ہے درگاہ عالیہ نقار خانہ، مسجد شریف، فقیروں کا تکیہ، اور مدرسہ عربیہ گلزار فرید صابریہ میں بجلی کی فٹنگ بھی اسی خادم مہتمم مدرسہ عربیہ گلزار فرید نے کرائی ہے۔ جملہ تمام بجلی کے اخراجات آج دن تک بل۔۔۔ خود یہ خادم غریب شاہ صابری ادا کرتا آیا ہے اور حضور فیض گنجور کے نوری چبوترے سے لیکر آم کوٹ تک جملہ تمام درختوں کی پرورش بھی قدرت نے اسی خادم کے ہاتھوں سے دلائی ہے۔ یہ سب اسی کی مہربانی ہے۔

میں عرض کر رہا تھا۔ جناب قیام الدین زموان صاحب والی کلیر شریف نے بتخانہ کو مسمار کرا کے اس جگہ نہایت عالی شان خوبصورت شاندار بلکہ بے مثل جامع مسجد بنوائی۔

مسجد کی کرسی زمین سے گیارہ گز اونچی تھی۔ تین طرف بلند دروازے تھے ہر طرف اٹھتر سیڑھیاں تھیں۔ ہر دروازے پر زریں اسلامی جھنڈے بلند لہراتے تھے۔ اندرون مسجد میں مصلّے سنگ یشب کے تھے اور مصلّے کے وسط میں تحریریں سنگ مقصود کی کندہ تھیں۔ بیرونی

فرش کا عرض سو گز تیرہ گرہ تھا۔ اور طول اس کا دو سو نو گرہ تھا در محراب دالان مسجد کے تیرہ اور اندرونی فرش کا عرض پچاسی گز اور طول چھیانوے گز تیرہ گرہ منبر سنگ یشب یاقوت نگار طلائی مینا کاری اور نقش نگار سے مرصع تھا۔ عرض دو گز اور طول میں تین گز۔ گنبد کلاں بالائے بام جن پر نقری و طلائی مرصع اور مینا کار کلس چڑھے ہوئے تھے۔ اور چھوٹے چھوٹے کنگرہ ایک سو پچاس جن پر سنہرے اور رپہلے کلس چڑھے ہوئے۔ اندرون مسجد کے در و دیوار پر سنگ ہائے رنگین نقش و نگار تھے۔ بیرونی فرش اور صحن میں ایک خاص حوض طول میں سات گز اور عرض میں چار گز تھا۔ وضو کے واسطے سونے چاندی کے آفتابے بنے ہوئے تھے۔ مسجد کے پہلو میں غسل خانے بنے ہوئے تھے،

مگر اب وہ مسجد اور تمام مصلین جلال صابری سے عذاب خداوندی میں آکر زمین میں غرق ہوگئی۔ اور اسی طرح قیامت تک زمین میں دھنسی رہے گی۔ اور زمین میں ایسا زلزلہ آیا کہ تمام شہر تباہ و برباد ہوگیا۔

جناب قیام الدین زموان صاحب نے سلطان کی خدمت اقدس میں ایک عرض داشت پیش کی اور خواہش ظاہر کی کہ چند عالم فاضل اصحاب کی اشد ضرورت ہے تاکہ تبلیغ سے دین اسلام کو ترقی حاصل ہو۔

ایک نومسلم جو برہمن تھا۔ ایک سو ستانوے سال عمر رسیدہ۔ ان کی زبانی تمام تاریخی واقعات لکھ کر حضور کی جناب میں پیش کرتا ہوں دُعا کا طالب ہوں خاکسار قیام الدین عرف زموان از شہر کلیر شریف۔

فوراً سلطان نے کئی مولوی عالم و فاضل روانہ کئے۔

تمت بالخیر۔

بندۂ عاصی فقیر چالیس سال سے اپنے سینے میں یہ ارمان لئے تھا کہ امام پاک کے صحیح حالات لکھوں اور عرصے سے حضور پر نور خواجہ امام پاک ابو محمد صالح رضی اللہ عنہ کے آستانہ مبارک پر حاضری دیتے ہوئے آخرش حضور میں دعا مقبول ہوئی مجھے حضور کی اجازت ملی ہے پھر تو غیب سے انتظام ہوا، بے شک کامیابی خدا کے ہاتھ ہے گر قبول اُفتد زہے عز و شرف۔

مہتمم مدرسہ عربیہ گلزار فرید صابری کلیر شریف ۶ رجب المرجب ۱۳۹۷ھ خاک پائے حضور غریب نواز فقیر غریب شاہ صابری رحیمی چشتی نے مطابق ۲۴ جون ۱۹۷۷ء بحکم خواجۂ عالم پناہ امام پاک کے تحریر میں لایا ہے۔

پہلے پیدا کرو آتش کدۂ شوق خلیل

آج بھی ممکن ہے شعلوں کا گلستاں ہونا

آپ مُسلمانوں کی جس مجلس میں بیٹھ جائیں ایک ہی بات سننے میں آئے گی کہ ان کی حالت خراب ہے وغیرہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں پاؤ گے۔ اقتصادی، تعلیمی، سیاسی ہر حیثیت سے مسلمان پیچھے ہیں برسوں سے اس کا رونا رویا جاتا ہے۔ اور نہ معلوم کب تک رویا جاتا رہے گا۔ کوئی یہ نہیں بتاتا کہ مسلمان کسی طرح اپنی پسماندگی دور کریں گے۔ اور ترقی کی دنیا میں دوسری قوموں کے ساتھ قدم ملا کر چلیں گے۔ صرف رونے سے اگر قومی زندگی میں کوئی انقلاب آسکتا ہے تو پھر روتے روتے برسوں گذر گئے۔ اب تک تو بہت کچھ ہونا چاہیئے تھا۔

پھر بھی ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ سلف صالحین کی تاریخ ہی نرالی ہے مسلمان دنیا میں بھلائی کو پھیلانے اور برائی مٹانے کے لئے آیا ہے تاکہ ساری دنیا امن و سکون کا مرکز بن جائے۔

اس لئے بزرگوں نے اعلیٰ کردار اخلاق نبوی صلے اللہ علیہ وسلم اور اسوۂ حسنہ سے
جو کچھ دنیا کو سبق دیا۔ آج بھی دنیا اس کی تلاش میں کوشاں ہے۔
مگر ملے کہاں سے جب ہم صرف نام کے مسلمان رہ گئے ہیں۔ مسلمان اگر واقعی اپنے
اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ تو انہیں چاہیئے۔ کہ بزرگانِ دین کی تاریخ کا مطالعہ کریں۔
تعداد، دولت، ساز و سامان غرضکہ ایسی چیزیں جن پر ظاہری طور سے اس دنیا میں انسان
بھروسہ کرتا ہے جس کے پاس زیادہ مال ہوا سے طاقتور اور بہت دولت مند اور نہ جانے
کیا سمجھنے لگتا ہے تاریخ گواہ ہے ان بزرگوں نے کبھی ان چیزوں کی پرواہ نہیں کی اور نہ
نہیں کبھی خاطر میں لائے۔

واللہ یقین کامل حسن و اخلاق۔ اعلیٰ کردار کی قوت اتنی بڑی قوت تھی کہ دنیا کے
جس خطے میں وہ گئے ہر جگہ کامیابی نے ان کے قدم چومے بلکہ انکے قدموں کے نشانات
پر لوگوں نے چلنے میں اپنی فلاح و نجات سمجھی۔

یہ ایسی کھلی حقیقت ہے کہ جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

دنیا جانتی تھی کہ مسلمان کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ دنیا جانتی تھی کہ مسلمان دشمن کے
ساتھ ناانصافی نہیں کرتا۔ دنیا جانتی تھی کہ مسلمان امانت میں خیانت نہیں کرتا۔ دنیا
جانتی تھی کہ مسلمان کسی کو ناحق تکلیف نہیں پہنچاتا۔ دنیا جانتی تھی کہ مسلمان بد اخلاق نہیں
ہوتا۔ دنیا جانتی تھی کہ مسلمان اپنے قول کا صادق ہوتا ہے دنیا جانتی تھی کہ مسلمان کی محبت
کا اصل مقصد خدا کی ذات ہے اس کے مقابلے میں دنیا کی ہر محبت کو چاہے وہ بیٹے کی محبت
ہو یا بیوی کی، دولت کی ہو یا کوئی اور شئے ہو۔ اس کی راہ میں قربان کر دینے کو فخر سمجھتا تھا
جس قوم میں یہ ساری خوبیاں موجود ہوں۔ وہ دولت، قوت، اور تعداد کی کیوں پرواہ
کرے گی۔

آج ہماری مجلسوں میں یہ نہیں کہا جاتا کہ مسلمان کے اندر سے وہ ساری خوبیاں جاتی رہیں جن کی وجہ سے اس حال میں پہنچ گئے ہیں صرف رونا ہی رویا جاتا ہے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں انقلاب کا زمانہ ہے سائنس کا دور ہے اسمیں صداقت، ایمانداری حسن اخلاق، انصاف وغیرہ کی کیا اہمیت ہے۔

اسی خیال نے تو دنیا کو آج جہنم بنا رکھا ہے اسلام نے ۱۴ سو سال پہلے انسان کو ایسا عظیم علم دیا جس سے اسنے اپنی عظمت کے راز کو پہچانا پھر دعوت حق دی کہ کائنات کی ہر چیز تمہارے تابع ہے اسکے چھپے ہوئے راز کا پتہ چلاؤ۔ جب تک لوگوں نے اپنے دائرۂ اختیار کے اندر رہ کر کام کرنے کی کوشش کی کامیاب ہوئے۔ جس دن سے یہ سمجھ لیا کہ اس دنیا میں وہ بالکل آزاد ہیں۔ جو چاہیں گے کریں گے۔

بس اپنی تباہی کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینے کی ضرورت ہے کہ جب تک وہ باتیں جو مختصر بیان کی گئی ہیں ان کے اندر پیدا نہیں ہوتیں وہ کبھی ترقی نہیں کر سکتے۔

تعداد، دولت جاہ وحشمت اور ظاہری ساز و سامان کا جو اثر انکے دل و دماغ پر چھا گیا ہے۔ جس نے انہیں زندگی کے ہر میدان میں مرعوب کر دیا ہے وہ ختم نہیں ہوگا۔

آتش نمرود سے دیپک کی لو بھی کم نہیں
آلِ ابراہیمؑ نے اسکو بھی ٹھنڈا کر دیا

دکھا دے خواب میں یارب رُخِ روشن محمدؐ کا
تصدق یا خدا حضرت ابو صالح محمد کا

الٰہی زندگی گذرے میری عشق محمد میں
میرے سر پر رہے سایہ ابو صالح محمدؐ کا

جو پوچھینگے لحد میں کسکا بندہ ہے تو کہدوں گا

علاء الدین صابر ابو صالح محمدؐ کا
شہید کلکعلی بابا کا صدقہ ہو عطا یارب
نہ چھوٹے ہاتھ سے دامن ابو صالح محمدؐ کا

الٰہی مشکلیں آسان کر حضرت کی اُمت کی
خدا صدقہ محمدؐ اور ابو صالح محمدؐ کا

ہرے گُنبد کی اے احقر جھلک کا ہیں میں دیکھی ہے
گدا بنجاؤں میں یارب ابو صالح محمدؐ کا

اَے نسیم سحر

اے نسیم سحر ہو مدینے گذر، تو خدارا بصد احترام، کہنا آقا سے میرا سلام

جس مدینے میں دیتے ہیں پہرہ ملک
جس مدینے کا پنہار ابر فلک
جس مدینے کی جاروب کش ہے صبا
جو ہے جنّت سے افضل مقام، ....کہنا آقا سے میرا سلام
اے نسیم سحر، ہو مدینے گذر، تو خدارا بصد احترام کہنا آقا سے میرا سلام

جب نظر آئے وہ روضۂ محترم
یعنی آرام گاہِ شفیع الامم
استراحت گہ سیّد المرسلین
خواب گاہِ رسولِ انام ....کہنا آقا سے میرا سلام

اے نسیم سحر ہو مدینے گذر، تو خدارا بصد احترام، کہنا آقا سے میرا سلام
پھونک کر انکے کوچے میں رکھنا قدم
کیونکہ ہر ذرہ پاک ہے محترم
پہلے خوشبو کا جامہ پہننا صبا
پھر سنانا ہمارا پیام .... کہنا آقا سے میرا سلام
اے نسیم سحر، ہو مدینے گذر تو خدارا بصد احترام، کہنا آقا سے میرا سلام

دربارِ مصطفٰے میں سلام

اے نسیم سحر ہو مدینے گذر تو خدارا بصد احترام، کہنا آقا سے میرا سلام
کوچۂ مصطفٰے میں ادب شرط ہے
یعنی تعظیم محبوب رب شرط ہے
خواب گاہِ حبیبِ خدا کے قریں
زور سے بولنا ہے حرام .... کہنا آقا سے میرا سلام
اے نسیم سحر ہو مدینے گذر تو خدارا بصد احترام، کہنا آقا سے میرا سلام
اُن کی نورانی اُنگلی کے ناخن ہلال
اُن کے تلوں سے عرشِ بریں پائمال
مصحف رُخ پہ اُن کے تصدق قمر
ان کی زلفوں پہ وار فتنۂ شام .... کہنا آقا سے میرا سلام
اے نسیم سحر، ہو مدینے گذر، تو خدارا بصد احترام کہنا آقا سے میرا سلام
اُن کے مینائے گردوں سے چھلکی ہوئی

نقرئی دھوپ گرم اور خنک چاندنی
ان کے تلوؤں کے دھوون سے لبریز ہیں
ساغر مہر و ماہ تمام .... کہنا آقا سے میرا اسلام
اے نسیم سحر، ہو مدینے گذر تو خدارا بصد احترام، کہنا آقا سے میرا اسلام

زندگی دینے والے جلا دیجئے
اپنے دیدار کی مے پلا دیجئے
اے مدینے کے ساقی عطا کیجئے
اپنے اجمل کو بھی ایک جام .... کہنا آقا سے میرا اسلام

جاگ جا اے مُسلماں

اے میری قوم کے نامور شاعرو
عالمو، حافظو، مفتیو، قاریو
اے ادیبو فسانہ نگارو سنو
تم جو چاہو حوادث کے رُخ موڑ دو
یہ اٹھیں وہ اٹھیں ہم اٹھیں تم اٹھو
اٹھو کے اجملؔ یہ پیغام دو قوم کو

جاگ جا اے مسلماں سویرا ہوا
دُور سارے جہاں سے اندھیرا ہوا

صبح ہونے لگی رات ڈھلنے لگی

بادِ مسحور عالم میں چلنے لگی
قوم خوابیدہ کروٹ بدلنے لگی
لے کے انگڑائیاں آنکھ ملنے لگی
دی مؤذن نے مسجد میں آکر اذاں
کچھ نمازی ہوئے سوئے مسجد رواں

جاگ جا اے مسلماں سویرا ہوا
دُور سارے جہاں سے اندھیرا ہوا

دہر سے مٹ گیا ظلموں کا نشاں
مسکرائی سحر لے کے انگڑائیاں
ساکنانِ فلک ہو گئے اب نہاں
جاگ اٹھا خواب غفلت سے سارا جہاں
تیرے بستر کے ماتھے پہ آئی شکن
کہہ رہی ہے یہ سورج کی پہلی کرن

جاگ جا اے مسلماں سویرا ہوا
دُور ہوا سارے جہاں سے اندھیرا ہوا

میں بتا دوں کہ تو کیوں پریشان ہے
آج کیوں خندہ زن تجھ پہ شیطان ہے
آج خطرے میں کیوں تیرا ایمان ہے
بس یہی کہ [illegible] اے مسلمان ہے
اب [illegible] نہیں
اب تیرے [illegible] اللہ اکبر نہیں

جاگ جا اے مسلماں سویرا ہوا
دور سارے جہاں سے اندھیرا ہوا

کملی والے پہ کر قربان زندگی
مال و اسباب بھی جسم بھی جان بھی
ابتدا ہے محرم تیرے سال کی
انتہا عید قرباں پہ ہو گئی
سر کٹا دے جو وقت آئے اسلام پر
راہِ حق میں تو قربانیاں پیش کر

جاگ جا اے مسلماں سویرا ہوا
دور سارے جہاں سے اندھیرا ہوا

تو نے دریا میں گھوڑوں کو دوڑا دیا
تو نے خشکی پہ کشتی کو تیرا دیا
تو نے جھوٹے خداؤں کو ٹھکرا دیا
پرچم دین دنیا پہ لہرا دیا
تیرے ہاتھوں کو کسریٰ کا کنگن ملا
دین تو دین دنیا کا بھی دھن ملا

جاگ جا اے مسلماں سویرا ہوا
دور سارے جہاں سے اندھیرا ہوا

مردِ میدان بن اپنے جوہر دکھا
کر بلند اپنے بازو کو مت خوف کھا
گولیوں سے نہ ڈر کھول سینہ ذرا
کام ہمّت سے لے آگ میں کود جا
تیری ہمّت ہی تلوار بن جائیگی
نارِ نمرود گلزار بن جائے گی

جاگ جا اے مسلمان سویرا ہوا
دور سارے جہاں سے اندھیرا ہوا

کُشتگانِ تیغ عشقت زندگانِ جاودان
صیدِ شاھین غمت شاھانِ مُلکِ زوال

تیرے عشق کی تلوار کے مارے ہوئے ہمیشہ زندہ رہنے والے ہیں تیرے غم کے شاد باز ار گئے ہوئے لازوال در لافانی ملک کے بادشاہ ہیں۔ عشق الٰہی کے مارے ہوئے بزرگوں میں سے شاید کوئی نہیں جو زندہ جاوید نہ ہوا ایکے متبرک اجسام سپردِ خاک کئے گئے۔ ان کی روحیں اعلیٰ علیین کو چلی گئیں۔ جہاں ان کے جسموں کو مٹی کے حوالے کیا گیا۔ وہ قبریں زیارت گاہیں بنیں۔ انکی ارواح سے شفاعت کیلئے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ کوئی ان میں سے مشہورِ عالم ہے۔ کوئی اپنے ملک ہی میں مشہور رہے کوئی اپنے شہر یا گاؤں ہی میں یاد کیا جاتا ہے یہ ظاہر صورت ہے حقیقی صورت یہ ہے کہ جو خدا سے ملا۔ خدائے لازوال کے ساتھ ملنے سے ملنے والا بے زوال بنجاتا ہے۔ اکسیر یا سنگ پارس کے ساتھ چھُو جانے سے تانبا یا لوہا سونا بنجاتا ہے تو کوئی نہیں کہتا یا پہچانتا کہ یہ تانبہ ہے یا لوہا۔ نہیں اب وہ خالص سونا ہے زرِ خالص ہے۔ اسی طرح زندہ جاوید کے ساتھ ملنے سے ملنے والا زندہ جاوید ہو جاتا ہے۔

خادم غریب شاہ صابری بانی مدرسہ گلزار فرید صابری کلیر شریف۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرمی جناب .... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

زندگی بے مقصد نہیں ہو سکتی اس کو بیفائدگی کے ساتھ گذار کر انسان حیوان ہو کر رہ جاتا ہے۔ خواجۂ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب دنیا میں صالح انقلاب برپا کر دیا۔ تو آپ نے سب سے پہلے اصحاب کی ایک ایسی جماعت کو تشکیل دی کہ جو باطل نظام کے مقابلہ میں دین کا آہنی قلعہ ثابت ہو گئے۔ ملاحظہ ہو۔ علم وہنر، معدنی زرعی، حربی، صنعتی، اوزار اور کارخانے وغیرہ بنانا اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے بلا امتیاز قوم وملت کے زیادہ سے زیادہ اپنے بچوں کو تعلیم وتربیت واصلاح کی طرف مبذول کریں۔

مدرسہ عربیہ گلزار فرید صابریہ اپنے وقوع کے اعتبار سے بہت غنیمت ہے علاوہ ازیں یہ مدرسہ جامع اردو علی گڑھ کا سینٹر ہے۔ جامع اردو کے سالانہ امتحانات بھی ہوتے ہیں خدا چاہا تو تعلیم کے ساتھ ساتھ بچوں کو فن دستکاری سکھانے کا بھی ارادہ ہے تاکہ قوم کے بچے علاوہ تعلیم کے روزی کمانے کا ذریعہ حاصل کر سکیں۔ تعمیری کام جاری ہے مدرسہ ہذا میں غریب مسکین طلبا کو مفت تعلیم دی جاتی ہے معاونین صدق دل سے اسکی امداد فرمائیں تاکہ صدقہ جاریہ کا ثواب تاقیامت ملتا رہے انشاء اللہ آپ کا عطیہ صحیح مصرف میں خرچ ہوگا۔ مطمئن رہیں۔

نوٹ: ہم نے اپنا اکاؤنٹ سنٹرل بینک آف انڈیا روڑکی برانچ میں کھول رکھا ہے۔

الداعی الی الخیر :- بانی مدرسہ گلزار فرید صابری غریب شاہ صابری۔

درگاہ عالیہ حضرت امام صاحب۔ ڈاکخانہ خاص پیران کلیر شریف

ضلع سہارنپور (یوپی)